تنویر البرہان

لدفع

ظلمات قرن الشیطان

مؤلفہ

مولانا حکیم ابو الحسان محمد رمضان علی قادری

باہتمام سید شاہ تراب الحق قادری

ناشر

مجلس اتحاد اسلامی کراچی

تنویر البرہان

لدفع

ظلمات قرن الشیطان

مُصنفہ

ابوالحسان مولانا حکیم محمد رمضان علی قادری

ہمدانی ذخیرہ کتب

باہتمام

سید شاہ تراب الحق قادری

ناشر

مجلس اتحاد اسلامی کراچی

270795

"جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں"

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲

نام کتاب :۔ تنویر البرہان لدفع ظلمات قرن الشیطان

مصنف :۔ ابوالحسان مولانا حکیم محمد رمضان علی قادری

باہتمام :۔ سید شاہ تراب الحق قادری

پیشکش :۔ غلام محمد قادری

معاونت :۔ عبدالعزیز موسیٰ، محمد ادریس ابوبکر، جاوید نور محمد۔

کتابت :۔ علی محمد بھٹہ۔ محمد یٰسین

ضخامت :۔ ۹۶ صفحات $\frac{۲۳ \times ۳۶}{۱۶}$ آمنٹ

طباعت :۔ بار دوم رجب المرجب ۱۴۰۴ھ بمطابق اپریل ۱۹۸۴ء

تعداد :۔ ایک ہزار

ناشر :۔ مجلس اتحاد اسلامی کراچی۔

مطبع :۔ فضل سنز لمیٹڈ اردو بازار کراچی۔ فون ۲۱۲۲۸۹ — ۲۱۳۵۸۵

قیمت :۔ [redacted]

ملنے کا پتہ

دارالکتب حنفیہ کراچی

بی آر ۴۹/۱ حنفیہ چوک کھارادر کراچی نمبر ۲

پوسٹ بکس ۴۰۴۶، کراچی ۲

شرکۃ قادریہ، سنجھورو سندھ

انتساب

میں اپنی اس سعی ناچیز کو بصد احترام و عقیدت عالیجناب امام اہلسنت مفسر قرآن، محدث پاکستان، استاذ العلماء والفضلاء العلامۃ الفہامۃ الحاج مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ العزیز کی ذات والا صفات سے منسوب کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نذر! بحضور غواص بحر معرفت، ہادی طریقت سرکار فضل الٰہی صاحب قادری مدفیوضہم العالیہ الملقب بہ "گرو صاحب" ساکن چک ۶۶ ج ب دھاندرہ تحصیل و ضلع لائلپور۔ پاک۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے اولیاء ابوالحسن قادری قریشی

پیش لفظ

مجلس اتحاد اسلامی کراچی مسلک اہلسنت وجماعت کا دینی ادارہ ہے جو علماء اہلسنت وجماعت کی کتب کو زیور طباعت سے مزین کرکے نہایت مناسب قیمت میں عوام الناس تک پہنچانے عوام کو علماء اہلسنت کی کتب سے روشناس کرانے اور مسلک کو فروغ دینے میں سرگرم عمل ہے۔

ادارہ ہذا نے کچھ عرصے قبل ہی اشاعت کا کام شروع کیا تھا اور الحمد للہ اس مختصر عرصے میں کئی کتب زیور طباعت سے مزین کرکے عوام الناس میں پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ مثلاً حقائق تحریک بالاکوٹ مؤلفہ علامہ شاہ حسین گردیزی المصباح الجدید مؤلفہ مولانا حافظ عبدالعزیز مبارکپوری اور مودودی جماعت پر چار حرف مولفہ جناب محمد اسلم قادری وغیرہ۔

زیر نظر کتاب "تنویر البرہان لدفع ظلمات قرن الشیطن" مصنفہ ابوالحسان مولانا حکیم محمد رمضان علی قادری جو اپنے طباعت کے گوناگوں مراحل سے گزر کر اب قارئین کرام کے پیش خدمت ہے جسے مولانا موصوف نے اپنے مخصوص انداز میں وہابی مولویوں کے ان فتووں کا مکمل رد فرمایا۔ جس میں ان دس امور کو اہلسنت وجماعت کی جانب منسوب کرکے مسلمانان اہلسنت وجماعت کو قطعاً مشرک و کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے مثلاً ترک نماز ۱، خلاف سنت ۲، رواجی اور رسمی نماز پڑھنا ۳، مذہبی نماز پڑھنا ۴، کعبۃ اللہ کے سوا بغداد وغیرہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا ۵، قبر اور مزاروں پر سجدہ کرنا ۶، غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا ۷، چڑھاوے کھانا، تیجہ ۸، ساتواں، چالیسواں کرنا، گیارہویں شریف دینا اور ۹، مولود کرنا ۱۰۔ وغیرہ شامل ہے۔ جن کے مدلل جواب آپ کو اس کتاب میں ملیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے قارئین کرام پہلی کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی شرف قبولیت بخشیں گے اور ادارہ کے ساتھ بھرپور تعاون فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

الفقیر سید شاہ تراب الحق قادری
سرپرست اعلیٰ مجلس اتحاد اسلامی کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین سیدنا وسندنا ماوانا وملجانا وعوننا ومعیننا وغوثنا ومغیثنا ومولانا ومولی الاولین والآخرین محبوب رب العالمین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ واولیاء امتہٖ وامتہٖ اجمعین۔

امابعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۞ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا ۞ امابعد فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سُنَّۃً حسنۃ فلہٗ اجرھا واجر من عمل بھا من بعدہٖ من غیر ان ینقص من اجورھم شیئٌ ومن سن فی الاسلام سُنَّۃً سَیِّئَۃً فعلیہ وزرھا وزر من عمل بھا من غیر ان ینقص من اوزارھم شیئٌ۔ صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک من الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین۔

امابعد!۔ بندہ، بیچدان کو شہر کے چند سُنّی معززین نے ایک سوالنامہ دیکر یہ مطالبہ کیا ہے کہ فقیر سوالنامہ میں مندرج امور کی حقیقت از روئے قرآن وحدیث واضح کرے سوالنامہ حسب ذیل ہے۔

۷۸۶
۹۲

بخدمت جناب مولانا حکیم محمد رمضان علی صاحب قادری خطیب جامع مسجد غوثیہ سنجور والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد عرض ہے کہ حال ہی میں غیر مقلدین سنجورو

نے شہر میں کچھ کتابیں مفت تقسیم کی ہیں ان کتابوں میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ تارک صلوٰۃ یا خلاف سنت، رواجی، رسمی و مذہبی نماز پڑھنے والا اور ہمارے قبلہ کعبۃ اللہ کے سوائے بغداد وغیرہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے والا یا قبروں، مزاروں، خانقاہوں پر سجدہ کرنے والا اور ہمارے ذبیحہ کے سوا غیر اللہ کے نام کے ذبیحے و چڑھاوے کھانے والا مسلمان نہیں۔ (رسالہ بے نماز ص۳۸)

نیز لکھا ہے کہ تیجہ، ساتواں، چالیسواں کرنے والے اور مولود کرنے والے، گیارہویں دینے والے مسلمان نہیں ہیں ان سے سلام کلام ناجائز ہے نہ ہم مسلمانوں کے بھائی ہیں نہ ہماری دعا و استغفار و جنازہ کے مستحق ہیں۔ (رسالہ بے نماز ص۶۲)

نیز ایک رسالہ جو غیر مقلدین نے تقسیم کیا ہے اس میں نہایت شدت کے ساتھ دعویٰ کیا گیا ہے کہ امام کی اقتداء کرتے ہوئے ہر مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور جو شخص امام کے پیچھے نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز ہرگز نہیں ہوتی۔

اس کی وجہ سے سُنی مسلمانوں میں عام طور پر بے چینی و پریشانی پیدا ہو رہی ہے اس کے علاوہ غیر مقلدین برملا کہتے اور اپنے وعظ جمعہ میں کہتے ہیں کہ تیجہ ساتواں، چالیسواں اور گیارہویں دینا اور میلاد کرنا بدعت اور حرام ہے اس لئے کہ ان کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ سنی مسلمان غیر اللہ کے نام پر نیاز دیتے اور پیروں فقیروں کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ حرام ہے ان کے یہ کام شرک و کفر میں داخل ہیں۔ مہربانی فرماکر مندرجہ بالا مسائل کی وضاحت از روئے شریعت فرمادیں کہ آیا یہ کام قرآن و حدیث کی روشنی میں جائز اور موجب ثواب ہیں یا وہابیہ کے کہنے کے مطابق حرام اور کفر و شرک میں داخل ہیں ہم اُمید رکھتے ہیں کہ صحیح صورت شرعیہ جلد واضح فرمادیں گے تاکہ حق ظاہر ہو اور بے چینی ختم ہو اطمینان حاصل ہو۔ فقط

دستخط۔ محمد اقبال انسپکٹر ٹاؤن کمیٹی سنجھورو۔ دستخط۔ زردار خاں منشی ٹاؤن کمیٹی دستخط چوہدری نذیر احمد زمیندار و کریانہ مرچنٹ سنجھورو۔ دستخط۔ غلام نبی اسکول ماسٹر سنجھورو۔ دستخط۔ محمد اقبال رشید، مالک اقبال میڈیکل اسٹور سنجھورو۔ دستخط۔ محمد جعفر

بی اے فاضل۔ جامعہ تعلیم ملی کالج کراچی۔

دستخط، شاہ محمد عطا سنجھورو، دستخط، زاہد حسین بی ایس سی گورنمنٹ کالج حیدرآباد

دستخط، مبارک احمد قادری سنجھورو۔ دستخط، چوہدری مبارک احمد زمیندار سنجھورو، دستخط

الجواب وہو الموفق وہو المستعان۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (پ ۷ ع ۲) صدق اللہ العلی العظیم۔ ترجمہ! اے ایمان والو پاک چیزوں کو جنہیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

واضح رہے کہ فی زمانی فرقہ ضالہ غیر مقلدین جو دعویٰ اہلحدیث کا کرتے اور اپنے مختصر سے گروہ کو موحد اور مسلمان جانتے اور سارے مسلمانوں کو مشرک وکافر قرار دیتے ہیں فہم القرآن سے بے بہرہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حدیث نفس کے تابع ہیں ان کی اصل خوارج سے ہے جن سے ان کا ایک بڑا پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی ہجری میں ملک نجد میں ہو گذرا ہے جس نے خارجیوں کے طریقہ پر چلتے ہوئے قرآن وحدیث کی تاویلات فاسدہ کے سہارے تمام مسلمانوں کو کافر اور واجب القتل قرار دیا۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور کربلائے معلےٰ غرضیکہ نجد وحجاز میں اس کے اور اس کی جماعت وہابیہ کے ہاتھوں ہزاروں بے گناہ مسلمان مقتول اور لاکھوں تباہ وبرباد ہو گئے تھے۔ (ملاحظہ ہو کتاب التوحید، شہاب ثاقب اور شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک وغیرہ کتب وہابیہ)

خوارج کے متعلق صحیح بخاری میں ہے کان ابن عمر یراہم شرار خلق اللہ وقال انہم انطلقوا الیٰ آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین (بخاری صحیح ج ۲ ص ۱۰۲۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو بدترین خلائق جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ خارجی لوگ کفار کے حق میں نازل شدہ آیات قرآن کو مسلمانوں

پر چسپاں کرتے ہیں۔
یعنی جن آیات میں بتوں کی تردید اور بت پرست مشرکین و کفار کی مذمت وارد ہے ان آیات کی تاویلات فاسدہ کرتے ہوئے بتوں کی جگہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام کو اور مشرکین و کفار کی جگہ مسلمانوں کو مراد لیتے ہیں اور اسی بناء پر جن آیات میں مشرکین و کفار کے خلاف جہاد و قتال کا حکم ہے ان آیات سے مسلمانوں کے خلاف جہاد و قتال ثابت کرتے اور مسلمانوں کے جان و مال کو حلال قرار دیتے ہیں۔

موجودہ وہابی بھی اپنے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کی اتباع میں خارجیوں کے مسلک پر چلتے ہوئے اپنے علاوہ سارے مسلمانوں کو مشرک و کافر کہتے ہیں اور بات بات پر بدعت و شرک اور کفر کے فتوے صادر کرتے رہتے ہیں مثال کے طور پر سوالنامہ میں مندرجہ مولویوں کے فتاویٰ کو ہی دیکھ لیں کہ لوگ مسلمانوں کو زبردستی کافر ٹھہرانے کی خاطر مسائل کو کس طرح توڑ مروڑ کر اور سیدھے سادے مسائل کو اُلجھا کر کیونکر غلط مطلب نکالتے اور پھر اہلسنت وجماعت پر افترا و بہتان طرازی کرتے ہوئے غلط فتوے لگاتے اور انہیں اسلام سے بیدھڑک خارج قرار دیتے ہیں۔

وہابیہ نے رسالہ بے نماز میں مندرجہ ذیل دس امور کی بناء پر فرزندان توحید کو کافر قرار دیا ہے ۱۔ ترک نماز ۲۔ خلاف سنت، رواجی، رسمی نماز پڑھنا ۳۔ مذہبی نماز پڑھنا ۴۔ کعبۃ اللہ کے سوائے بغداد وغیرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ۵۔ قبروں مزاروں خانقاہوں پر سجدہ کرنا ۶۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا ۷۔ چڑھاوے کھانا ۸۔ تیجہ، ساتواں چالیسواں کرنا ۹۔ گیارہویں دینا ۱۰۔ مولود کرنا۔ اور صاف لکھا ہے کہ ان امور کے مرتکب مسلمان نہیں ہیں۔ ان سے سلام و کلام ناجائز ہے نہ ہم مسلمانوں کے بھائی ہیں نہ ہماری دعا و استغفار و جنازہ کے مستحق ہیں۔

اگرچہ علمائے اہلسنت وجماعت امور مندرجہ بالا کے دندان شکن جوابات بارہا دے چکے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ علمائے حق قرآن و حدیث کی روشنی میں ان مسائل کی وضاحت مسلسل کرتے رہتے ہیں نیز اس سلسلے میں بلند پایہ تصانیف شائع ہو چکی ہیں اور مناظروں

ہیں وہابیہ ہر بار عبرت ناک شکست کھا چکے ہیں تاہم یہ لوگ اس قدر ڈھیٹ ہیں کہ جب کبھی انکی رگ نجدیت پھڑکتی ہے انہی گھسے پٹے مسائل کو اچھالنے لگ جاتے ہیں اور بار بار منہ کی کھانے کے باوجود اپنی روایتی فتنہ انگیزی سے باز نہیں رہتے چونکہ یہاں اب پھر نئے سرے سے یہ فتنہ جگایا گیا ہے انہوں نے کتابیں مفت تقسیم کر کے سیدھے سادے مسلمانوں کو بہکانے کی کوشش پھر سے شروع کر دی ہے اور سنجھورو کے احباب نے فقیر سے ان امور کی وضاحت طلب کی ہے۔ تو حسب فرمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهُ ثُمَّ كَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ احمد و ابوداؤد والترمذی و رواہ ابن ماجہ عن انس (مشکوٰۃ کتاب العلم) جس سے علمی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا ہے پھر اسے چھپائے تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام دی جائے گی۔ (اعاذنا اللہ منہ)

فقیر کے لئے ضروری ہو گیا کہ ان امور کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں مختصراً صحیح صورتحال واضح کر دے اور رحمت خداوندی سے کچھ بعید نہیں کہ میری یہی حقیر خدمتِ دین ناظرین کے لئے ذریعہ ہدایت اور منکرین پر حجت اور میرے لئے ذریعہ نجات بن جائے آمین یارب العالمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم اجمعین۔

رحمتِ حق بہانہ مے جوید   رحمت حق بہانہ مے جوید

سوالنامہ میں فاتحہ خلف الامام کے متعلق بھی وضاحت طلب کی گئی ہے انشاءاللہ العزیز اس مسئلہ کی تحقیق میں ایک علیحدہ مستقل رسالہ شائع کرنے کی کوشش کروں گا۔

وہابیہ نے جن دس امور کی بنا پر مسلمانوں کو اسلام سے قطعاً خارج کر کے کافر قرار دیا ہے ان کی تحقیق نمبروار درج ذیل ہے۔

۱۔ ترک نماز۔ وہابیہ نماز نہ پڑھنے والے مسلمانوں کو قطعاً کافر قرار دیتے ہیں۔ ان کا یہ فتویٰ قرآن و حدیث کے خلاف اور غلط ہے۔

یہ صحیح ہے کہ نماز اسلام کا ایک نہایت اہم رکن ہے قیامت کے روز ایمان کے بعد نماز کے متعلق ہی پرسش ہونی ہے قرآن و حدیث میں نماز کی سخت تاکید

کی گئی ہے اور تارک نماز کے لئے شدید وعید وارد ہے حتیٰ کہ نماز کو کفر و اسلام کے درمیان علامت ممیزہ قرار دیا گیا ہے قرون اولیٰ کے مسلمان یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی مسلمان بے نماز بھی ہو سکتا ہے مگر ان تمام باتوں کے باوجود یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تعلیمات قرآن و حدیث کا صحیح فہم نہ ہونے کے باعث وہابیہ ظاہری الفاظ پر دارومدار رکھتے ہوئے تارک نماز کو کافر قرار دیکر اپنی کج فہمی و نادانی کا مظاہرہ کرتے ہیں حالانکہ کفر و ایمان کا تعلق اعتقاد باطنی سے ہے اور مسلم و غیر مسلم ہونے کا دارومدار ظاہری اعمال پر ہے ہر "مومن" لازماً "مسلمان" ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر مسلمان مومن بھی ہو، پس اصولاً جو شخص لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اقرار و اعلان کرتا ہو اور ضروریات دین کا منکر نہ ہو۔ اسے مسلمان تسلیم کیا جائے گا اور احکام اسلام اس پر جاری ہوں گے۔ اس کے اعمال فرائض میں بوجہ غفلت یا سستی کوتاہی کرنے کی بناء پر اسلام سے خارج اور کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ دلائل ملاحظہ ہوں۔

(۱) قال اللہ تعالیٰ۔ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشآء (قرآن) اللہ تعالیٰ یہ جرم ہرگز معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور شرک کے علاوہ دوسرے جرائم و گناہ جسے چاہے بخش دے گا اور ظاہر ہے کہ ترک نماز شرک میں داخل نہیں۔ پس فرمان الٰہی کی روح سے بے نماز کی بخشش کی اُمید ہے اور بے نمازی کی بخشش کی امید ہونے کے تحت ثابت ہوا کہ ترک نماز کافر نہیں۔

(۲) عبادہ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس صلوٰۃ افترضھن اللہ تعالیٰ من احسن وضوء ھن وصلاھن لوقتھن واتم رکوعھن وخشوعھن کان لہ علی اللہ عھد ان یغفرلہ ومن لم یفعل فلیس لہ علی اللہ عھد ان شاء غفرلہ وان شاء عذبہ رواہ احمد و ابوداؤد وروی مالک و نسائی نحوہ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کیں جو ان کا وضو اچھی طرح کرے۔ اور انہیں صحیح وقت پر ادا کرے اور ان کا رکوع و خشوع پورا کرے۔

اس کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ اسے بخش دے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے اللہ کا وعدہ نہیں اگر چاہے بخشے اگر چاہے اسے عذاب دے اس حدیث کو اس طرح امام احمد اور امام ابو داؤد اور امام مالک اور امام نسائی نے روایت فرمایا ہے (رضی اللہ عنہم)

اس حدیث کے تحت شیخ المحققین شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ "دریں حدیث دلیل ست بر آنکہ تارک صلوٰۃ کافر نیست و مرتکب کبیرہ واجب نیست تعذیب وے و مخلد نیست در نار چنانچہ مذہب اہلسنت و جماعت است"

(اشعۃ اللمعات ج اول ص ۲۸۱)

ترجمہ: اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ تارک نماز کافر نہیں اور مرتکب گناہ کبیرہ کو عذاب میں مبتلا کرنا واجب نہیں اور وہ (کفار کی طرح) ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں رہے گا۔ جیسے کہ اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے نیز اسی حدیث کے تحت مرآت شرح مشکوٰۃ میں ہے۔

"معلوم ہو کہ بے نمازی کافر نہیں اور ترک نماز کفر نہیں اس لئے کہ کفر کی بخشش نہیں ہوتی حسب فرمان الٰہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک او یغفر ما دون ذالک لمن یشاء اس آیت میں شرک بمعنے کفر ہے"

فرمان نبوی کی رو سے ثابت ہوا کہ ترک نماز کافر نہیں۔

اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے تارک نماز کو کافر قرار نہیں دیا۔ تو پھر ان کج فہم وہابیہ کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا کہ تارک نماز کو مطلقاً کافر اور خارج از اسلام قرار دیں۔

۳۔ عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العھد الذی بیننا وبینھم الصلوٰۃ فمن ترکھا فقد کفر رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ معاہدہ جو ہمارے اور ان کے درمیان ہے وہ نماز ہے تو جس نے اسے چھوڑ دیا یقیناً کفر کیا ان سے مراد منافقین ہیں یعنی مسلمانوں اور منافقوں کے درمیان

نماز ہی ایک وہ چیز ہے جو منافقوں کے لئے وجہ ایمان نہ ہے کہ اسی کی وجہ سے ہم انہیں قتل نہیں کرتے اور ان پر اسلامی احکام جاری کرتے ہیں اب جو منافق نماز چھوڑ دے گا اس کا کفر ظاہر ہو جائے گا۔ اور وہ لائق قتل ہو گا۔ نماز چھوڑنے سے منافقین کا کفر ظاہر ہو گیا یہ حدیث اس حدیث کی شرح ہے کہ فرمایا۔ من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مطلقاً بے نمازی کافر ہے (مرآت شرح مشکوٰۃ)

منافق اسے کہتے ہیں جو عقیدۃً دل سے ایمان کو قبول نہ کرے اور بظاہر زبان سے کلمہ پڑھے اور مسلمانوں میں شامل ہو پس منافق مومن نہ ہوا کہ عقائد باطنی کے لحاظ سے کافر ہے مگر چونکہ وہ ظاہری اعمال اسلامی بجالاتا اور مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتا ہے اس لئے اسے مسلمان شمار کیا جاتا ہے اور اس پر اسلامی احکام جاری ہوتے ہیں پس اگر منافق نماز بھی چھوڑ دے جو اس کے کفر پر پردہ تھی تو اس کے کافر ہونے میں کچھ باقی نہیں رہ جاتا اور وہ اسلامی احکام سے خارج ہو جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ حدیث مومن کے بارے میں وارد نہیں۔ وہابی مولوی منشا حدیث کے خلاف تاویل فاسد سے اس حدیث کو مومنین پر چسپاں کرتے ہیں اور مومن کو ترک نماز کی وجہ سے زبردستی کافر ٹھہراتے ہیں۔ (العوذ باللہ منہ)

۴۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین العبد و بین الکفر ترک الصلوٰۃ۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ)

بندے اور کفر کے درمیان نماز کو چھوڑنا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بے نماز قریب کفر ہے یا اس کے کفر پر مرنے کا اندیشہ ہے یا ترک نماز سے مراد نماز کا انکار ہے یعنی نماز کا منکر کافر ہے (مرآت) شیخ المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں واین تغلیظ و تشدید ست بر ترک نماز و اشارت است بہ آنکہ تارک صلوٰۃ نزدیک ست کہ کافر گردد و نزد اصحاب ظواہر کافر است و از بعض صحابہ نیز چیزہا مروی ست کہ نزدیک بہ تکفیر سے و نزد بعض علماء کہ شافعی و مالک از ایشانند واجب ست قتل وے اگرچہ کافر نہ گردد و نزد حنفیہ واجب ست ضرب و حبس در زندان تا وقتے کہ بگذارد نماز را (اشعۃ اللمعات) یہ حدیث ترک

نماز پر تغلیظ و تشدید کے لئے اور اشارۃً بتایا گیا ہے کہ تارک نماز کافر ہو جانے کے قریب ہے الفاظ کے ظاہری معنے لینے والے بے نماز کو کافر کہتے ہیں اور بعض صحابہ سے بھی ایسی چیزیں مروی ہیں جو تکفیر کے نزدیک ہیں اور بعض علماء کے نزدیک جن میں سے امام شافعی اور امام مالک ہیں فرماتے ہیں کہ بے نمازی اگرچہ کافر نہیں تاہم بے نماز کو (بطور سزا) قتل کرنا واجب ہے اور حنفیوں کے نزدیک تارک نماز کو مار پیٹ کی جائے۔ اور جیل میں اس وقت تک قید رکھا جائے جب تک وہ نمازی نہ بن جائے۔

اس حدیث اور اس کی شرح سے واضح ہوا کہ بے نمازی کافر نہیں۔ ہوتا بلکہ ترک نماز پر اصرار اور نماز کا انکار کرنے والا کافر ہے اگر اس حدیث کے یہ معنے نہ کئے جائیں تو قرآن مجید کی آیت مبارکہ ان اللہ لایغفر ان یشرک بہٖ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء اور حضرت عبادہ بن صامت والی حدیث اور اسی طرح کی دوسری حدیثوں کے درمیان تعارض واقع ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مومن کو ترک نماز کی وجہ سے مطلقاً کافر قرار دیدینا وہابیہ کی سخت غلطی اور بہت بڑی زیادتی ہے۔

۲۔ خلاف سنت، رسمی، رواجی نماز پڑھنا

خدا جانے وہابیہ اس سے کیا مراد لیتے ہیں کہ اس کے تحت بیچارے نماز پڑھنے والے مسلمانوں کو بھی نہیں بخشا گیا اور بڑی فراخدلی کے ساتھ نمازی مسلمانوں پر بھی کفر کا فتویٰ جڑ دیا گیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان خدائی فوجداروں کے نزدیک جو مسلمان نماز میں ان کی سی حرکات نہیں کرتے یعنی نماز کی حالت میں ٹانگیں چوڑی کر کے کھڑے نہیں ہوتے۔ پہلوان کی طرح اکڑ کر سینہ ابھار کر کہنیوں پر ہاتھ نہیں رکھتے۔ چیخ چلا کر آمین نہیں کہتے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے اور رفع یدین نہیں کرتے ان مسلمانوں پر بھی کفر کا فتویٰ لگا کر دل کا بخار نکالا گیا ہے۔

ناظرین غور فرمائیں کہ یہ لوگ اہل اسلام کو کافر ٹھہرانے میں کس قدر بے باک ہیں ان کے فتوے کی رو سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے لے کر زمانہ حال

تک مسلمانوں کی غالب اکثریت کافر قرار پاتی ہے مومنین، صالحین، علمائے کرام، اولیائے عظام مجتہدین مفسرین محدثین تبع تابعین اور آسمان ہدایت کے ستاروں صحابہ کرام علیہم الرضوان تک وہابیوں کے اس شیطانی فتویٰ کی زد میں آجاتے ہیں اور اگر آپ مزید غور فرمائیں تو آپ محسوس کرکے کانپ اٹھیں گے کہ ان کے فتوے کی زد (خاک بدہن وہابیہ) شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پڑتی ہے (نعوذ باللہ منہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) اس لئے کہ اہلسنت وجماعت حنفی مسلمان جس طریقہ پر نماز پڑھتے ہیں اس کا سلسلہ علماء وصلحاء۔ ائمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین، تبع تابعین اور تابعین کے ذریعے صحابہ کرام علیہم الرضوان تک پہنچتا ہے اور صحابہ کرام نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز پڑھنے کا طریقہ سیکھا ہاں یہ صحیح ہے کہ اختلاف روایات کے تحت بعض علماء ومجتہدین، رفع یدین کرنے آمین بالجہر کہنے اور فاتحہ خلف الامام کے بھی قائل ہیں۔ مگر غیر مقلدین وہابیہ کی طرح یہ کسی نے نہیں کہا کہ جو مسلمان رفع یدین نہ کرے، آمین بالجہر نہ کہے اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے وہ کافر ہے اور جمہور علمائے امت اور مجتہدین جو رفع یدین، آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام پڑھنے والوں کو ہرگز کافر قرار نہیں دیتے دراصل یہ اختلاف فقہی اجتہادی اور فروعی حیثیت رکھتا ہے۔ اور حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی مسلمانان اہلسنت اپنے اپنے امام مجتہد کی اتباع میں نماز پڑھتے اور فروعی اختلاف کی بناء پر ایک دوسرے کے خلاف بغض وعناد اور تعصب یا دشمنی نہیں رکھتے اور نہ ہی ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں بلکہ نہایت خلوص ومحبت کے ساتھ ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں اور برادرانہ مل جل کر تمام امور بجالاتے ہیں مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ شرذمہ قلیلہ وہابیہ اپنے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کی پیروی میں اپنے مختصر سے گروہ وہابیہ کے سوا دوسرے مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتا اور خانہ ساز آئین وہابیہ کی رو سے بات بات پر کفر وشرک کے فتوے داغنے سے باز نہیں رہتا نعوذ باللہ من شرور الوہابیہ)

(۳) مذہبی نماز پڑھنا۔

جہالت کی انتہا ہے کہ وہابیہ نے مذہبی نماز پڑھنے والے پر کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے یہ امر

کے خبث باطن کا آئینہ دار ہے اس سے انکی مراد یہ ہے کہ مقلدین ائمہ اربعہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلمانان اہلسنت وجماعت کافر ہیں کہ فقہ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ کے مطابق نماز پڑھتے ہیں اب کوئی غیر مقلدین سے پوچھے تو سہی اگر مقلدین ائمہ اربعہ مذہبی نماز پڑھتے ہیں تو کیا تم لوگ لامذہب ہو؟ تمہارا کوئی مذہب نہیں۔ آیا تم لوگ غیر مذہبی نماز پڑھتے ہو اگر امام مجتہد کا مقلد ہونا ایک مذہب ہے تو غیر مقلد ہونا بھی ایک مذہب ہے اگر مقلدین بحیثیت مقلد ہونے کے اپنے امام کی تقلید میں مذہبی نماز پڑھتے ہیں۔ تو تم بھی عدم تقلید میں دم بھرنے کے باوجود اپنے امام کی تقلید میں مذہب غیر مقلدیت کے تحت مذہبی نماز پڑھتے ہو پس اگر مقلدین اپنے امام کی تقلید میں مذہبی نماز پڑھنے کی وجہ سے کافر ہیں تو تم بھی اپنے فتویٰ کے بموجب مذہب عدم تقلید کی تقلید میں مذہبی نماز پڑھنے کی وجہ سے کافر ٹھہرتے ہو۔ بتاؤ تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ اگر کوئی غیر مقلد ہمت کر کے یہ کہے کہ ہم کسی امام کے مقلد نہیں ہم حدیث کے مطابق نماز پڑھتے ہیں تو سمجھ لیجئے کہ یا تو وہ خود دھوکہ میں مبتلا ہے یا دوسروں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے اس لئے کہ حدیث کی کتابوں میں ایک ایک امر کی مختلف اور بظاہر متضاد روایات پائی جاتی ہیں تو عمل بالحدیث کا مدعی ایک امر کے متعلق مختلف یا متضاد روایات حدیث پر کیونکر عمل کرے گا۔ ایک امر کے متعلق بیک وقت ایک ہی حدیث پر عمل کیا جا سکتا ہے نہ کہ سب حدیثوں پر۔ پس جب مدعی عمل بالحدیث ایک حدیث پر عمل کرتا ہے تو اس امر کے متعلق دوسری احادیث عمل سے رہ جائیں گی اور اس کا دعویٰ باطل ہو جائے گا کیونکہ دعوائے عمل بالحدیث کا تقاضا تو یہ ہے کہ مدعی کا عمل ہر حدیث پر ہو۔

مثلاً رفع یدین کے متعلق ایک روایت میں اثبات ہے۔ عن سالم عن ابیہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یحاذی منکبیہ وقبل عن یرکع ولوا رفع من الرکوع ولا یرفعھما بین المسجدتین (مسلم ج۱ ص۱۶۸) حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور رکوع میں جانے سے پہلے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے بھی رفع یدین فرماتے) اور سجدے کے درمیان ہاتھوں کو نہ اٹھاتے۔

اور دوسری حدیث میں اس کی نفی ہے۔

امام نسائی نے روایت لیا حدثنا سوید بن نصر ثنا عبد اللہ بن المبارکؒ عن سفیان الی آخر السند و لفظہ فقام فرفع یدیہ اوّل مرۃ ثم لم یعد قال العلامۃ الھاشم المدنی فی کشف الرین عن مسئلۃ رفع الیدین ان اسناد النسائی علی شرط الشیخین۔ (حاشیہ مسلم ص ۱۶۸ ج ۱)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے لئے کھڑے ہوئے پس آپ نے پہلی بار (تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے) اپنے ہاتھوں کو اٹھایا پھر نماز میں (رکوع میں جاتے ہوئے یا رکوع سے اٹھتے ہوئے یا کسی دوسرے موقع پر) رفع یدین نہ فرمایا۔ اور تیسری روایت میں امام بخاری میں مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد اوّل سے اٹھتے ہوئے رفع یدین فرماتے تھے۔

امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں وصح ایضا من حدیث ابی حمید الساعدی رواہ ابوداؤد والترمذی باسانید صحیحۃ وقال ابوبکر بن المنذر و ابوعلی الطبری من اصحابنا وبعض المحدیث یستحب ایضا فی (السجود) (مسلم ص ۱۶۸ ج ۱) تشہد اول سے اٹھتے وقت رفع یدین کے ثبوت میں ابو حمید الساعدی سے بھی صحیح حدیث مروی ہے اس روایت کو ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور ہمارے اصحاب سے ابوبکر بن المنذر اور ابوعلی طبری اور بعض محدثین کا قول ہے کہ سجدہ کے وقت رفع یدین کرنا بھی مستحب ہے۔

اور پھر اس کے برعکس دارقطنی نے حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا۔ انہ رائی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین افتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی حاذی بھما اذنیہ ثم لم یعد الی شئ من ذالک حتی فرغ من صلوٰتہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا جبکہ حضور نے نماز شروع کی تو ہاتھ اتنے اٹھائے کہ کانوں کے مقابل کر دیئے پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی وقت ہاتھ نہ اٹھائے نیز حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ الّا عند افتتاح الصلوٰۃ ثم لا یعود لشئ من

ذالک (فتح القدیر، ومرقاۃ شرح مشکوٰۃ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر کسی وقت ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

ناظرین غیر جانبداری کے ساتھ غور فرمائیں کہ بعض احادیث میں تکبیر تحریمہ اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین کا ذکر ہے اور بعض میں تشہد اول سے اٹھتے ہوئے بھی رفع یدین مذکور ہے اور بعض میں دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنے کا بیان موجود ہے اور پھر بہت سی صحیح احادیث میں وارد ہے کہ سوائے تکبیر تحریمہ کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے تک کوئی رفع یدین نہ فرمایا تو اب بتایا جائے کہ جو شخص حدیث پر عمل کرنے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ میں حدیث کے مطابق نماز پڑھتا ہوں۔ وہ صرف ایک رفع یدین کے معاملہ میں ہی ان تمام مختلف احادیث پر کس طرح عمل کریگا۔ اس لئے کہ اگر اسنے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے ہاتھ اٹھائے جیسے کہ غیر مقلدین وہابیہ کا عمل ہے تو تشہد اول سے اٹھتے ہوئے رفع یدین والی حدیث پر اور سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنے کی حدیث پر عمل رہ جاتا ہے اور پھر اگر وہ اور تشہد اول سے اٹھتے ہوئے اور سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کرلے یعنی رفع یدین والی ساری حدیثوں پر عمل کرتے ہوئے تکبیر تحریمہ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے تشہد اول سے اٹھتے وقت اور سجدوں کے درمیان ہر جگہ رفع یدین کرلے تو پھر اس صورت میں بھی ان ساری احادیث پر عمل کرنا رہ جاتا ہے۔ جن میں مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوائے تکبیر تحریمہ سے نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ

عقائد اہلسنت وجماعت ہدیہ ۵۰/۴
ناشر دار الکتب حنفیہ کھارادر پی او بکس ۳۴۴ کراچی

جہنم سے خطرات
ہدیہ ۵۰
ناشر دار الکتب حنفیہ کھارادر کراچی پی او بکس ۳۴۴

رفع یدین نہ فرمایا ۔ مختصر یہ کہ رفع یدین کرتا ہے تو نفی کی حدیثوں کا مخالف بنتا ہے اور اگر نہیں کرتا تو اثبات والی روایات حدیث کے خلاف ہوتا ہے ۔!

نیز اگر رفع یدین کرتے ہوئے کندھوں تک ہاتھ اٹھاتا ہے تو کانوں تک ہاتھ اٹھانے والی حدیث کا تارک اور مخالف بنتا ہے اور اگر کانوں تک ہاتھ اٹھائے تو کندھوں تک ہاتھ اٹھانے والی حدیث تارک ہو جاتی ہے ۔ رفع یدین کے بعد قرأت خلف الامام کے مسئلہ کو لیجئے تو یہاں بھی یہی صورت موجود ہے کہ امام کی اقتداء میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے ثبوت میں وہ روایات بھی آپ کو ملتی ہیں جن پر غیر مقلدین ناز کرتے اور عمل کرتے ہیں اور ایسی روایات بھی موجود ہیں جن سے بچنے کے لئے یہ لوگ طرح طرح کے حیلے اور بہانے تراشتے نظر آتے ہیں ۔ الغرض مدعیانِ عمل بالحدیث اس مسئلہ میں بھی ساری حدیثوں پر عمل کر کے اپنی صداقت کا ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہیں ۔

عن عبادۃ بن الصامت یبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوٰۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب ۔ (مسلم ص ۱۶۹ ج ۱) جو شخص سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی ۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلّی صلوٰۃ ثم لم یقراء فیہا بام القرآن فھی خداج ثلاثا غیر تمام فقیل لابی ھریرۃ انا نکون وراء الامام فقال اقراء بہا فی نفسک الحدیث ۔ (مسلم ص ۱۶۹ ج ۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناتمام ہے ۔ تین مرتبہ فرمایا ۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی تو ان سے کہا گیا کہ ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو اس صورت میں ہم سورہ فاتحہ کو کیونکر پڑھیں تو حضرت ابوہریرہ نے فرمایا سورہ فاتحہ اپنے دل میں پڑھ لو ۔ نیز اس کے برعکس ایسی روایات بھی بکثرت موجود ہیں ۔ جن سے بالوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے ۔

واخرج البیھقی عن ابی ھریرۃ مرفوعاً کل صلوٰۃ لا یقرأ فیہا بام القرآن فھی خداج الا صلوٰۃ خلف الامام ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ۔ ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو ناتمام ہے مگر امام کے پیچھے نہیں ۔ وعن ابن عباس مرفوعاً کل صلوٰۃ لا یقراء فیہا بفاتحۃ الکتاب فلا صلوٰۃ

الاّ وراء الامام (بیہقی) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے مرفوع روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی۔ مگر امام کے پیچھے ۔" اب اگر مدعی عمل بالحدیث امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتا ہے تو ان حدیثوں کا منکر اور مخالف ٹھہرتا ہے جن میں ممانعت ہے اور اگر نہیں پڑھتا تو بہ ظاہر ان حدیثوں کے خلاف ہوتا ہے جن میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی تاکید ہے۔

مسئلہ۔ آمین کے متعلق بھی مختلف روایات ملاحظہ ہوں۔

ابوداؤد میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مروی ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ولا الضالین قال امین ورفع بہا صوتہ" حضور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم جب ولا الضالین پڑھتے تو فرماتے آمین اور اپنی آواز کو اونچا فرماتے ۔"

ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین قال آمین حتی یسمعہا اھل الصف الاول فیرتج بہا المسجد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے تو فرماتے آمین۔ حتیٰ کہ پہلی صف والے سن لیتے۔ پس آمین کی آواز سے مسجد گونج جاتی۔

ابوداؤد و ترمذی۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت فرمایا۔ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقال آمین۔ وخفض بہ صوتہ۔ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کو غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھتے سنا۔ پس آپ نے فرمایا آمین اور اپنی آواز پست (آہستہ) رکھی۔

امام احمد، ابوداؤد طیالسی۔ ابویعلی موصلی، طبرانی۔ دارقطنی اور حاکم نے مستدرک میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کی۔ حاکم نے فرمایا اس کی سند نہایت صحیح ہے۔

عن وائل بن حجر انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ

غیر المغضوب علیھم والضالین قال آمین واخفی بھا صوتہ۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پر پہنچے تو فرمایا آمین۔ اور اپنی آواز آہستہ رکھی۔

عینی شرح ہدایہ نے حضرت ابو معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی۔ عن عمر بن الخطاب قال یخفی الامام اربعا التعوذ بسم اللہ آمین وربنا لک الحمد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ امام چار چیزوں کو آہستہ کہے۔ اعوذ باللہ بسم اللہ۔ آمین اور ربنا لک الحمد۔ اس کے علاوہ دیگر امور کے متعلق بھی مختلف روایات کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں۔

نمازِ چاشت:۔ عن عائشۃ انھا قالت ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی سبحۃ الضحٰی قط وانی لاُسبحھا وان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیدع العمل وھو یحب ان یعمل بہ خشیۃ ان یعمل بہ الناس فیفرض علیھم۔ حضور ام المومنین عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بھی نمازِ چاشت پڑھتے نہیں دیکھا اور اس کے باوجود میں نمازِ چاشت پڑھتی ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پسندیدہ اعمال کو اس خوف سے چھوڑ دیتے تھے کہ حضور کو وہ عمل کرتے دیکھ کر لوگ بھی وہ عمل کرنے لگیں تو کہیں وہ عمل ان پر فرض قرار نہ دیدیا جائے۔ اس سے متصل یہ روایت بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی منقول ہے کہ حضرت یزید الرشک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ انھا سألت عائشۃ کم کان یصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الضحٰی قالت اربع رکعات ویزید ما شاء (مسلم ص ۲۴۹ ج ۱)

انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی کتنی رکعت پڑھتے تھے؟ فرمایا چار رکعت اور جس قدر چاہتے اس سے زیادہ بھی پڑھ لیتے۔

پہلی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کبھی

نمازِ چاشت پڑھتے نہیں دیکھا اور دوسری روایت میں خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم چار رکعت نمازِ چاشت پڑھتے تھے اور چاہتے تو زیادہ بھی پڑھتے۔

اور دیکھیے :۔ عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال ما اخبرنی احد انہٗ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحیٰ الا ام ھانیٔ فانھا حدثت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل بیتھا یوم فتح مکۃ فصلیٰ ثمان رکعات۔ الحدیث (مسلم ج ۱ ص ۲۴۹)

حضرت عبد الرحمان بن ابی لیلےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھ کو ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کسی اور نے خبر نہیں دی کہ اس نے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو نمازِ چاشت پڑھتے دیکھا ہے۔ حضرت ام ہانی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن ان کے گھر تشریف لائے اور نمازِ چاشت کی آٹھ رکعت پڑھیں۔

اس حدیث میں آٹھ رکعت کا ذکر ہے اور پھر ملاحظہ ہو۔

عن ابی ھریرۃ قال اوصانی خلیلی بثلاث۔ صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر ورکعتی الضحیٰ وان اوتر قبل ان ارقد (مسلم ج ۱ ص ۲۵) مجھے میرے خلیل (رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ (ایک یہ کہ) ہر ماہ تین دن روزہ رکھا کروں (دوم یہ کہ) نمازِ چاشت دو رکعت پڑھا کروں (سوم یہ کہ) سونے سے پہلے نمازِ وتر پڑھ لیا کروں"

اس حدیث میں دو رکعت نمازِ چاشت کا حکم ہے۔

اور اب آپ کھڑے ہو کر کھانے پینے کے متعلق روایات ملاحظہ فرمائیں۔

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہٗ نھی ان یشرب الرجل قائما قال قتادۃ فقلنا فالاکل فقال ذالک اشر او اخبث۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۷۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑا ہو کر کچھ پیے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پر ہم نے آپ سے کھڑے ہو کر کچھ کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ اس سے بھی زیادہ بُرا ہے یا یہ فرمایا کہ یہ اس سے بھی زیادہ خبیث کام ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے۔ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نہا جا عن الشرب قائما (مسلم ص۱۷۳ ج۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے سختی کے ساتھ ڈانٹ کر روکا ہے۔

اور اس کے برعکس بخاری شریف میں ہے۔ اَنّ عَلِیًّا شرب قائما وقال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلٗ کما رأیتمونی فعلتُ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پیا اور فرمایا جس طرح تم نے مجھ کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر پیتے دیکھا ہے۔

اب کوئی غیر مقلد یا ان کا کوئی حامی بتائے کہ مندرجہ بالا احادیث پر کوئی شخص کیونکر عمل کر سکتا ہے۔؟ اگر کوئی بلند آواز سے آمین کہے تو آہستہ آواز سے آمین کہنے والی احادیث کے خلاف عمل ہوتا ہے اور آہستہ کہے تو بلند آواز سے آمین کہنے کی احادیث کی مخالفت ہوتی ہے۔

نمازِ چاشت کے متعلق احادیث میں بظاہر اس قدر تضاد واقع ہے کہ بعض روایات کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چار رکعت پڑھنا۔ بعض سے آٹھ رکعت پڑھنا ثابت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا ثبوت ملتا ہے اور ان سب کے برعکس پہلی روایت میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے نمازِ چاشت پڑھتے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ اب کوئی مائی کا لال نمازِ چاشت کی حدیثوں پر اس طرح عمل کر کے دکھائے کہ کوئی حدیث عمل سے رہ نہ جائے۔ نیز مندرجہ بالا آخری روایات میں کھڑا ہو کر پینے ممانعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے تو کھڑے ہو کر پینا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عملاً ثابت ہے۔ پس بادی النظر میں اگر کوئی شخص کھڑا ہو کر پیتا ہے تو ممانعت کی حدیث کے خلاف اور اگر کھڑا ہو کر نہیں پیتا تو کھڑا ہو کر پینے والی حدیث کا مخالف ٹھہرتا ہے۔

پھر قصہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ نماز کے دیگر امور اور نماز کے علاوہ شریعت کے دیگر بہت سے امور میں بھی اسی طرح مختلف احادیث ہیں۔ جن کے پیش نظر عمل بالحدیث کا مدعی ہر قدم پر بعض احادیث کا تارک و مخالف رہتا ہے اور اس طرح اس کا دعوائے عمل بالحدیث سراسر لغو اور باطل ٹھہرتا ہے۔

اگر کوئی وہابی ہمت کر کے مقابلہ پر آئے تو فقیر صحاح ستہ و دیگر معتبر کتب احادیث سے ایسی بہت سی روایات حدیث پیش کرنے کو تیار ہے جن پر یہ مدعیان عمل بالحدیث سرے سے عامل ہی نہیں ہیں۔ نیز بہت سی ایسی روایاتِ حدیث جن پر ان عقب بے مہار وہابیہ کا ایمان ہی نہیں ہے۔ یہ خوارج الاصل ان صحیح احادیث کے خلاف عقیدہ وعمل رکھتے ہیں۔

بہر حال اس بحث کے نتیجے میں ثابت ہوا کہ عمل بالحدیث کا کوئی مدعی کسی صورت تمام احادیث پر عامل ہونے کا عملاً ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔ خواہ کچھ بھی کر لے۔ اگر اس کا عمل بعض احادیث کے موافق ہوگا تو بعض احادیث کا تارک یا مخالف ضرور رہے گا۔ الغرض مدعی عمل بالحدیث ایسی مشکل میں پھنس جاتا ہے کہ نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس مشکل سے بچانے کے لئے رحمۃ للعالمین سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ علیکم بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْن۔ الحدیث (مشکوٰۃ باب الاعتصام) تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا فرض ہے "

خیال رہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علیکم بِحَدِیْثِیْ نہ فرمایا۔ کہ تم پر میری حدیث پر عمل کرنا فرض ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالٰی کے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جانتے ہیں کہ احادیث پر عمل ناممکن ہے۔ علیکم بِسُنَّتِیْ فرما کر امت کی مشکل حل فرما دی کہ میرے طریقہ اور خلفائے راشدین کے طریقہ کی پیروی اختیار کرو۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ سفہاء الاسلام وہابی عمل بالحدیث اور عمل بالسنۃ کے فرق کو نہیں سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ فرمان نبوی علیکم بسنتی کے تارک ہو کر عمل بالحدیث کے زعم میں گرفتار ہو گئے۔ اور اس کی پاداش میں صراط مستقیم سے بھٹک کر سواد اعظم سے کٹ گئے اور بصداق مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار جہنم کے مستحق بن چکے ہیں۔ پھر اس کے باوجود جس طرح ایک دیوانہ خود کو فرزانہ اور ساری دنیا کو دیوانہ سمجھتا ہے۔ ہو بہو اسی طرح یہ لوگ راہ سے بھٹکے ہوئے ہونے کے باوجود خود کو راہ پر اور تمام مسلمانوں کو گمراہ سمجھ رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

بحمدہ تعالٰی وبفضل رسولہ الاعلی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقلدین ائمہ اربعہ اہلسنت وجماعت اپنے امام کی تقلید کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین

پر عامل اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہیں کہ ائمہ مجتہدین علیہم الرضوان نے قرآن و حدیث کی تعلیمات اور خلفاء راشدین علیہم الرضوان کے عمل وارشادات کی روشنی میں خداداد تفقہ فی الدین کی بدولت فہم و فراست کے ساتھ منشاء خدا اور رسولِ خدا کے مطابق مسائل شریعت متعین و مرتب فرما کر سنتِ رسولِ خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو امت مرحومہ کے لئے واضح فرمادیا۔ مفسرین، محدثین، شارحین حدیث بلند پایہ علمائے حق اور اولیاء اللہ نے ائمہ مجتہدین کی تحقیق و تفقہ پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے ان کی تقلید کو اختیار کیا اور انکی اتباع میں تمام مسلمان ائمہ اربعہ کے مقلد بن گئے۔ اور اسطرح تقلید ائمہ مجتہدین پر اجماعِ امت قائم ہو گیا۔

چنانچہ سلف صالحین کی طرح آج بھی ساری دنیا میں جمہور علمائے حق اور مسلمان تقلید پر عمل پیرا ہیں لیکن تعجب کا مقام ہے کہ انکی قلیل غیر مقلد وہابی جو مفسرین کی تفاسیر اور محدثین کی مرتب کردہ کتب حدیث و شارحین حدیث کی عبارتوں کو کماحقہٗ سمجھنا تو درکنار صحیح طور سے پڑھ لینے کی قابلیت بھی نہیں رکھتے۔ بڑی بے باکی کے ساتھ ائمہ مجتہدین پر زبان طعن دراز کرتے اور ان کی شانِ رفیع میں بدذہنی کی جسارت کرتے ہیں۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ مقلدین ائمہ اربعہ، مفسرین، محدثین، علمائے کرام، اولیاءِ عظام اور تمام مسلمانانِ امت کو مشرک۔ اور خلاف سنت، رسمی، رواجی اور مذہبی نماز پڑھنے والے کہہ کر کافر قرار دینے سے نہیں شرماتے۔ حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ تعلیماتِ قرآن و حدیث سے بے بہرہ اور جہل مرکب میں گرفتار ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد تو یہ ہے کہ۔ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ (مشکوٰۃ) سوادِ اعظم (امت کی بڑی جماعت) کی اتباع کرو۔ بلاشبہ جو سوادِ اعظم سے علیحدہ ہوا اسے علیحدہ کرکے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔"

مگر کس قدر دیدہ دلیر ہیں۔ یہ مدعیانِ عمل بالحدیث، شترانِ بے مہار وہابی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے واضح ارشاد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ "سوادِ اعظم" سے علیحدہ ہو گئے خود "سوادِ اعظم" ہی کو مشرک و کافر قرار دے رہے ہیں۔ فیا للعجب!

سچ ہے ؎

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن۔

کعبۃ اللہ کے سوا بغداد وغیرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کو بہر صورت زبردستی مشرک وکافر ٹھہرانے کی خاطر وہابی کس قدر بے چین وبے قرار ہیں؟ یہ ان کے اس بیہودہ نقشے سے ظاہر ہے۔ دیکھئے تو سہی کہ کس طرح بیچارے ناکردہ گناہ سُنّی مسلمانوں پر بے بنیاد تہمت تراش کر انہیں کافر ٹھہرایا گیا ہے۔ وہابیہ کا یہ شاہکار کارنامہ ان کی سفاہت وشقاوت اور ان کے خارجی الاصل ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان کعبۃ اللہ کے سوا بغداد وغیرہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتا ہر مسلمان جانتا ہے کہ کعبۃ اللہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنا فرض ہے۔ نیز یہ کہ کعبۃ اللہ کی طرف منہ نہ کرنے سے نماز نہیں ہوتی۔ ان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدائی فوجداروں نے "صلوٰۃ غوثیہ" کو نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ کوڑھ مغز وہابی "صلوٰۃ غوثیہ" کی اصطلاح سے بے خبری وجہالت کے باعث مغالطہ کا شکار ہیں یا خبثِ باطن کی وجہ سے "صلوٰۃ غوثیہ" کے اصطلاحی نام پر عوام کو غلط تأثر دے کر شوقِ تکفیر پورا کرنا چاہتے ہیں۔

بہر حال فقیر اظہارِ حقیقت کے لئے "صلوٰۃ غوثیہ" کی کیفیت اور ترکیب لکھ کر اس بات کا فیصلہ منصف مزاج قارئین پر چھوڑتا ہے کہ وہابی صاحبان فتوائے کفر صادر کرنے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک نابینا صحابی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اُدْعُ اللہ اَنْ یُّعَافِیَنِیْ فقال اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ فقال فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّتَوَضَّاءَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوْءَ وَيَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّىْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّىْ لِيَقْضِىَ لِىْ فِىْ حَاجَتِىْ هٰذِهٖ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِىَّ ۔ (مشکوٰۃ۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ طبرانی۔ مستدرک حاکم۔ حصن حصین اور الترہیب والترغیب وغیرہ کتب حدیث۔) ولفظ الطبرانی فقام وَاَبْصَرَ ۔ یارسول اللہ میرے لئے

اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے بینائی عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تو چاہے تو میں دعا کر دوں اور اگر تو چاہے تو (اپنی نابینائی پر) صبر کر کہ یہ تیرے حق میں بہتر ہے۔ تو اس نے عرض کی یارسول اللہ آپ دعا فرمائیں۔ پس آپ نے اسے حکم فرمایا۔ بہت اچھی طرح وضو کر اور یہ دعا مانگ۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تیرے نبی محمد نبی الرحمۃ کے وسیلے سے۔ یارسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اس لئے متوجہ ہوتا ہوں کہ اللہ آپ کے صدقے میں میری اس حاجت کو پورا فرمائے۔ یا اللہ تو ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ وہ نابینا یہ دعا مانگ کر اٹھا تو اس کی آنکھیں روشن ہو چکی تھیں۔

محدث طبرانی معجم کبیر میں سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص کو حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی حاجت روا کرانی تھی۔ مگر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف ملتفت نہ ہوتے تھے۔ وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور حاجت روائی کی تجویز پوچھی۔ حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا تو وضو کر کے مسجد میں جا اور دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ اللّٰھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی ربی لیقضی الی فی حاجتی ھذہ اللّٰھم فشفعہ فی۔ اور اپنی حاجت بیان کر اس نے اسی طرح عمل کیا اور حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر حاضر ہوا۔ دربان نے آگے بڑھ کر استقبال کیا اور تعظیم و تکریم کے ساتھ اندر لے گیا۔ امیر المومنین عثمان نے اس کو اپنے فرش خاص پر بٹھایا اور پوچھا تمہاری حاجت کیا ہے۔؟ اس نے حاجت عرض کی۔ آپ نے حاجت روا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد جو حاجت تم کو ہوا کرے ہمارے پاس آجایا کرو۔ ہم حاجت روا کر دیا کریں گے۔ پھر اس شخص نے یہ معاملہ حضرت عثمان بن حنیف سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو یہ دعا تعلیم فرمائی تھی تو اس ارشاد نبوی پر عمل کرتے ہوئے یہ دعا میں نے تم کو بتائی۔ ورنہ میں نے تمہاری بابت کوئی سفارش نہیں کی ہے۔"

احادیث سے معلوم ہوا کہ قضائے حاجات کے لئے دو رکعت نماز نفل ادا کرنا مقبولان بارگاہ رب العزت کے وسیلے سے دعا مانگنا اور محبوبان الٰہی کو بصیغہ خطاب ندا کرکے

ان سے توسّل کرنا سنّت اور موجبِ فتحِ بابِ اجابت ہے۔ پس فرمانِ نبوی وسنّتِ صحابہ کے مطابق نائبِ رسول الثقلین حضور غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے قضائے حاجات کے لئے فرزندانِ توحید کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادیٰ باسمی فی شدّۃ فرجت عنہ ومن توسّل بی الی اللہ عزّوجل فی حاجۃ قضیت لہ ومن صلّی رکعتین یقرا فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدیٰ عشرۃ مرۃ ثم یصلی علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ثم یخطو الی جھۃ العراق احدیٰ عشرۃ خطوۃ یذکر فیھا اسمی ویذکر حاجتہ فانھا تقضی۔

"جو تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف رفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مجھ سے توسّل کرے وہ حاجت برآئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۃ اخلاص گیارہ بار پڑھے۔ پھر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود وسلام بھیجے پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو"

اکابر اولیائے کرام وعلمائے عظام مثل امام ابوالحسن نورالدین علی ابن جریر لخمی شطنوفی وامام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی وعلامہ علی قاری محدّث مکی ومولانا ابوالمعالی محمد مسلمی وشیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدسنا اللہ باسرارہم اپنی تصانیف جلیلہ بہجۃ الاسرار، وخلاصۃ المفاخر، ونزہۃ الخاطر، وتحفہ قادریہ، وزبدۃ الآثار وغیرہ میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے نقل وروایت فرماتے ہیں اور چونکہ اس طرح نماز قضائے حاجت کی ترکیب حضور غوثِ اعظم نے بتائی ہے۔ اس لئے عرفِ عام میں اس کا نام "صلوٰۃ غوثیہ" مشہور ومعروف ہے۔ یہ محض وہابیہ کا خبث باطن ہی ہے کہ اس عرفی نام کی آڑ لے کر خواہ مخواہ الزام تراشی وبہتان طرازی کرتے اور فرزندانِ توحید پر شرک وکفر کے فتوے لگا کر دنیا وآخرت میں اپنا منہ کالا کرتے ہیں۔

نعوذ باللہ من ھفوات الوھبیۃ

حاشیہ:- مسئلہ توسّل وندا واستغاثہ اور استمداد کی مکمل تحقیق لنفیس فقیر کی تالیف "تنویر الایمان" میں دیکھئے۔

قبروں، مزاروں، خانقاہوں پر سجدہ کرنا

اس سے بھی وہابیہ کا تعصب اور ان کی شقاوت ظاہر ہے۔ یہ نادان لوگ قرآن وحدیث کی تعلیمات سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیاء وشہداء علیہم الرحمۃ اور مسلمانوں سے انتہائی بغض وکینہ رکھنے کے سبب اس قسم کے خبیث فتاویٰ صادر کرتے ہیں۔ فقیر ان کے اس بہتان وافتراء کی تردید اور صحیح صورتِ حال واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے۔ ناظرین غیر جانبداری کے ساتھ غور کریں اور وہابیہ کی دیانت وشرافت کی داد دیں۔

واضح رہے کہ شرعی لحاظ سے سجدہ دو قسم کا ہے (۱) سجدۂ عبادت (۲) سجدۂ تحیت یا سجدۂ تعظیمی
سجدۂ عبادت لغیر اللہ یقیناً اجماعاً شرک مبین وکفر مبین ہے۔ اس کا مرتکب مشرک وکافر ہے۔ بغیر توبہ کئے اسلام لائے مر گیا تو بحکم اللہ عزوجل ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ الآیہ قطعاً نامغفور اور مخلد فی النار ہے۔

سجدۂ تحیت (سجدۂ تعظیمی) لغیر اللہ شریعت محمدیہ میں یقیناً اجماعاً حرام وگناہ کبیرہ بلکہ اکبر الکبائر ہے۔ تاہم اس کا مرتکب کافر نہیں۔ بلکہ مرتکب حرام اور بڑا گنہگار ہے۔ بغیر توبہ کئے مر گیا تو بحکم اللہ عزوجل ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء۔ اس کی بخشش کی امید ہے۔ یعنی حتماً نامغفور ومُخلد فی النار نہیں۔

سجدۂ تعظیمی لغیر اللہ کے شرک وکفر نہ ہونے کے دلائل

(۱) قال اللہ عزوجل۔ واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس (قرآن کریم)
ترجمہ۔ جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدم کو سجدہ کرو سب سجدہ میں گرے سوائے ابلیس کے۔

(۲) ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سُجّدًا (سورہ یوسف)
یوسف (علیہ السلام) نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بلند کیا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدہ میں گرے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ کے حکم سے ملائکہ کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اور حضرت یوسف

علیہ السلام کے لئے حضرت یعقوب علیہ السلام اور برادرانِ یوسف کا سجدہ کرنا مذکور ہے۔ اگر وہابیہ خبیثہ کے
خبیث فتوے کی رو سے سجدہ لغیر اللہ مطلقاً شرک و کفر ہے۔ تو غور فرمایئے کہ شرک و کفر فرشتوں پر،
حضرت یعقوب علیہ السلام، برادرانِ یوسف، حضرت یوسف علیہ السلام اور خود اللہ تعالیٰ پر بھی عائد
ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے **سجدہ** لغیر اللہ کا حکم فرمایا۔ ملائکہ نے غیر اللہ، آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، حضرت
یعقوب علیہ السلام اور برادرانِ یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا اور یوسف علیہ السلام اس
پر راضی ہوئے۔ پس اگر وہابی مولوی اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ذرا ہمت کرکے حضرت یعقوب
برادرانِ یوسف پر فرشتوں پر اور اللہ تعالیٰ پر بھی شرک و کفر کا فتویٰ لگا کر شائع کریں۔
نیز بتائیں کہ آیا قرآن مجید میں بھی شرک و کفر بھرا ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر اپنی لاعلمی، سفاہت
و جہالت اور شقاوت پر ماتم کریں اور اپنی خیر منائیں۔

یہ امر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک ٹھہرانے کا حکم فرمائے۔ اگرچہ پھر اسے
کبھی منسوخ بھی فرمائے۔ یعنی شرک ہر زمان اور ہر حال میں شرک ہی ہے اور کسی طرح کسی کے لئے جائز
نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی محال ہے کہ ملائکہ و انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے بھی
شریکِ خدا بنائے یا اسے روا ٹھہرائے۔ پس یہ وہابیہ کی گمراہی کا ہی کرشمہ ہے۔ کہ وہ سجدہ تعظیمی
کو شرک و کفر قرار دیکر ملائکہ و انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کو بھی مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں۔ نعوذ
باللہ من ذالک۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

وہابیہ پر اتمام حجت اور ایضاحِ حق کے لئے قرآن مجید کے بعد فقیر ابو الحسان قادری ایسی چند احادیث
درج کرتا ہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ سجدۂ تحیت (تعظیمی) لغیر اللہ شرک و کفر نہیں بلکہ شریعتِ
محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حرام ہے۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اہل بیت من الانصار لھم جمل یسنون
علیہ وانہ استصعب علیہم (فذکر القصۃ الی قولہ) فلما نظر الجمل الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرّ ساجدًا بین یدیہ فقال لہ اصحابہ یا رسول
ھذہ بھیمۃ لا تعقل تسجد لک ونحن نعقل فنحن احق ان نسجد لک قال لا
یصلح لبشر ان یسجد لبشر ولو صلح ان یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد

لن وجها من عظیم حقہ علیہا ھو عند النسائی مختصر (احمد لنسائی - بزار وابو نعیم) امام منذری علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔ اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے راوی مشاہیر ثقہ ہیں۔

یعنی۔ انصار میں ایک گھر کا آب کشی کا اونٹ بگڑ گیا کسی کو پاس نہ آنے دیتا۔ کھیتی اور کھجوریں پیاسی ہو گئیں۔ انہوں نے بارگاہِ رسالت میں اونٹ کی شکایت کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ سے فرمایا۔ چلو۔ باغ میں تشریف فرما ہوئے۔ اونٹ اس کنارے تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف چلے۔ انصار نے عرض کی۔ یا رسول اللہ یہ اونٹ باؤلے کتے کی طرح ہو گیا ہے۔ مبادا حملہ کرے۔ فرمایا۔ ہمیں اس کا اندیشہ نہیں۔ اونٹ حضور کو دیکھ کر آپ کی طرف چلا اور قریب آ کر حضور کے لئے سجدے میں گرا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ماتھے کے بال پکڑ کر کام میں دیدیا۔ وہ بکری کی طرح ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ یہ بے عقل چوپایہ ہو کر آپ کو سجدہ کرتا ہے۔ ہم تو ذی عقل ہیں۔ ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ نے فرمایا۔ آدمی کو لائق نہیں کہ کسی آدمی کو سجدہ کرے ورنہ میں عورت کو حکم فرماتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ بیوی پر خاوند کا عظیم حق ہونے کی وجہ ہے۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حائطا لا نصار ومعہ ابو بکر وعمر فی رجال من الانصار وفی الحائط غنم فسجدن لہ فقال ابو بکر یا رسول اللہ کنا نحن احق بالسجود لک من ھذہ الغنم قال انہ لا ینبغی فی امتی ان یسجد احد لاحد ولو کان ینبغی ان یسجد احد لاحد لامرت المرءۃ ان تسجد لزوجھا

(امام احمد بزار وابو نعیم) حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور کچھ انصار علیہم الرضوان ہمرکاب تھے۔ باغ میں بکریاں تھیں۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا۔ ابو بکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ ان بکریوں سے زیادہ ہم حقدار ہیں اس کے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا بے شک میری امت میں نہیں چاہئے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے۔ اور اگر ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کے سجدہ کا حکم فرماتا۔

حضرت ملا علی قاری محدث علیہ الرحمتہ نے شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ علامہ خفاجی علیہ الرحمتہ نے نسیم الریاض میں فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۳) حضرت یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما فجاء بعیر یرغو حتی سجد له فقال مسلمون نحن احق ان نسجد للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لو کنت آمِرًا اَحَدًا اَنْ یَسْجُدَ لغیر اللہ تعالےٰ لَاَمَرْتُ المرأۃ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔ الحدیث۔ (مسند احمد، مستدرک حاکم، جامع کبیر طبرانی، بیہقی، ابونعیم دلائل النبوۃ اور امام بغوی شرح السنۃ میں روایت فرماتے ہیں)

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے جاتے تھے کہ ایک اونٹ بولتا ہوا آیا۔ قریب آکر سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے کہا۔ ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میں کسی کو غیر خدا کے سجدہ کا حکم فرماتا تو عورت کو فرماتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جانتے ہو؟ یہ اونٹ کیا کہتا ہے؟ یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے چالیس برس اپنے آقاؤں کی خدمت کی۔ اب بڑھا ہوا انہوں نے میرا چارا کم کر دیا اور کام زیادہ کر دیا۔ اب کہ ان کے ہاں شادی ہے چھری لی کہ حلال کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے مالکوں کو فرما بھیجا کہ اونٹ یہ شکایت کرتا ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ، واللہ یہ سچ کہتا ہے۔ فرمایا۔ تو میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو۔ انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔“

(۴) تفسیر مدارک میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ لَا یَنْبَغِی لِمَخْلُوْقٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلّٰهِ تعالیٰ۔ مخلوق کے لئے سزاوار نہیں ہے یہ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو سجدہ کریں۔“

جی تو چاہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی کم از کم چالیس احادیث ہدیہ ناظرین کروں مگر طوالت کے خوف سے انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اب غور کا مقام ہے کہ جانوروں کو سجدہ کرتے دیکھ کر آسمانِ ہدایت کے ستاروں صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سجدہ کرنا چاہا۔ تو یہ تو ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ ان نفوسِ قدسیہ نے حضور کے لئے سجدۂ عبادت کرنے کی خواہش کی تھی۔ اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلاواسطہ تعلیم و فیض پانے والے صحابہ کرام توحید و شرک کی حقیقت ان سفہاء الاحلام وہابیہ سے یقیناً زیادہ صحیح طور پر سمجھتے تھے تو کسی صحابی سے عبادتِ نبی کی درخواست اور وہ بھی خود نبی سے کیونکر متصور ہے۔ جب پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں یہ نہ فرمایا کہ ایسا کہ کہ۔ یہ نہ فرمایا کہ تم عبادت غیر اللہ کی درخواست کر کے کافر ہو گئے۔

تمہاری عورتیں نکاح سے نکل گئیں۔ توبہ کرو۔ دوبارہ اسلام لاؤ۔ پھر عورتیں رضامند ہوں تو ان سے تجدیدِ نکاح کرو۔ اس لئے کہ کوئی مسلمان سجدۂ عبادت جائز جان کر مسلمان نہیں رہتا۔ کفرِ حقیقی کی خواہش کا اظہار بھی کفر ہے۔ تو لامحالہ ماننا پڑے گا کہ صحابہ کرام نے سجدۂ تعظیمی ہی کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے چاہی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت، نہ دے کر اس کی حرمت واضح فرمادی۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کے لئے سجدۂ عبادت شرک و کفر اور شریعتِ محمدیہ میں سجدۂ تعظیمی حرام اور گناہ اکبر الکبائر ہے۔ سجدۂ تعظیمی اللہ کے سوا خواہ کسی کے لئے بھی کیا جائے۔ کوئی بھی کرے حرام ہے۔ اس پر حکم شرک و کفر لگانا وہابیہ کی ستم ظریفی ہے کہ مرتکب حرام کافر نہیں ہوتا۔

غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا

اس سے وہابیہ کی مراد یہ ہے کہ مسلمانانِ اہلسنت و جماعت جو حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ اور دیگر اولیاء اللہ یا اپنے عزیز و اقارب و عام فوت شدہ مسلمانوں کو ایصالِ ثواب کے لئے جانور ذبح کر کے گوشت تقسیم کرتے یا طعام پکا کر خیرات کرتے ہیں وہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں اس لئے مشرک و کافر ہیں۔

یہ بھی وہابیہ کا مسلمانوں پر بہتانِ عظیم ہے۔ یہ لوگ حسبِ معمول اس بات کے عادی مجرم ہیں کہ مسلمانوں پر بے بنیاد الزامات تراش کر شرک و کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان غیر اللہ کے نام پر ذبح نہیں کرتا۔ خواہ وہ سرکارِ بغداد کی خدمتِ عالیہ میں ہدیۂ ایصالِ ثواب کے لئے ختم گیارہویں شریف کا اہتمام کرے یا دیگر اولیاء، شہداء، اعزا و اقرباء کو ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ و نیاز کا بندوبست کرے۔ مسلمان جب کوئی جانور ذبح کرتا ہے تو بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر اللہ ہی کے نام پر ذبح کرتا ہے۔ کوئی مسلمان بسم غوث الاعظم یا بسم امام حسین یا بسم معین الدین چشتی وغیرہ کہہ کر یا کسی عزیز و رشتہ دار کا نام لے کر ہرگز ذبح نہیں کرتا۔ وہابیہ کو مسلمانوں پر الزام تراشی و بہتان طرازی کا بہانہ ہاتھ آیا ہے کہ جو مسلمان گیارہویں شریف یا دیگر اولیاء و شہداء کو ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے ہیں وہ روزمرہ کے عام محاورہ کے تحت یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ بکرا گیارہویں کے لئے ہے، امام حسین کی نیاز کا ہے۔ فلاں ولی اللہ کے لئے ہے۔ یا فلاں کی فاتحہ کے لئے ہے۔ اور وہابیہ جھٹ پکار اٹھتے ہیں کہ دیکھو جی یہ لوگ اللہ کے لئے تو کہتے نہیں غیر اللہ کے لئے کہہ کر مشرک بنتے ہیں۔ یہ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ ایصالِ ثواب، اللہ تعالےٰ

کے لئے نہیں کیا جا سکتا۔ بھلا اللہ تعالےٰ کو ثواب پہنچانے کی کیا تک ہے؟ اللہ تعالےٰ تو ثواب دینے والا ہے۔

ایصالِ ثواب ہمیشہ ہی مخلوق کے لئے ہے۔ اس کے علاوہ اِن کوڑھ مغزوں سے پوچھنا چاہیئے کہ کیا تم لوگ اُمورِ روزمرہ میں اللہ تعالےٰ کا نام لیتے ہو؟ مثلاً جب کوئی وہابی اپنے بیٹے کے عقیقہ کے لئے بکرا لائے یا کسی مہمان کے لئے مرغ یا کوئی اور جانور ذبح کرے یا کسی دوست کے لئے طعام تیار کرے تو وہ بھی یہی کہتا ہے کہ بکرا بیٹے کے لئے ہے۔ یہ مرغ یا یہ جانور مہمان کے لئے ذبح کرتا ہوں۔ یہ کھانا فلاں دوست کے لئے تیار کر رہا ہوں۔ تو بتایا جائے کہ یہ وہابی مشرک و کافر ٹھہرتے ہیں یا نہیں؟ نیز ان سے یہ بھی پوچھنا چاہیئے کہ قصاب جو روزانہ بکرے، مینڈھے، گائے اور بیل وغیرہ جانور ذبح کرتے ہیں اور تم یہ گوشت لے کر پکاتے کھاتے ہو تو بتاؤ کہ حلال کھاتے ہو یا حرام۔؟ کہ قصاب، اللہ کے لئے نہیں بلکہ گوشت بیچنے کیلئے ذبح کرتے ہیں۔!

جاننا چاہیئے کہ دراصل یہ روزمرہ کے محاورات ہیں۔ نجدی وہابی اپنی کج فہمی یا ضد و تعصب کی بنا پر ان محاورات کی آڑ میں خواہ مخواہ مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں۔ اور چونکہ تعلیمات قرآن و حدیث سے بے بہرہ ہیں اس لئے آیہ مبارکہ وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کا صحیح مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں۔ بحسب فرمانِ سرکار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ فرمایا یقرءون القرآن لا یجاوز حناجرھم۔ الحدیث۔ (بخاری) یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا۔ یعنی حروفِ قرآن ان کی زبانوں پر ہی رہیں گے۔ قرآن مجید کا کچھ بھی اثر ان کے دلوں تک نہیں پہنچے گا۔

آیہ مبارکہ وما اُھل بہ لغیر اللہ کا مطلب یہ ہے کہ جس ذبیحہ پر ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کے بجائے غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے۔ جیسے کہ مشرکین عرب جانور ذبح کرتے وقت بسم اللات یا بسم العزیٰ وغیرہ کہتے تھے۔ پس اگر ذبح کرنے سے پہلے یا بعد عرفاً یوں کہے کہ یہ بکرا میلاد النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ہے۔ یا گیارہویں شریف کے لئے، یا فلاں ولی اللہ کے لئے، لڑکے کے عقیقہ کے لئے۔ لڑکی کی شادی کے لئے یا مہمان کے لئے ہے۔ لیکن ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتا ہے۔ تو قرآن و حدیث کی رُو سے نہ وہ ذبیحہ حرام ہوگا۔ اور نہ ذابح کافر و مشرک ٹھہرے گا۔

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت میں فرمان نبوی: فلیذبح علی اسم اللہ
کے تحت شارح مسلم حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ هو بمعنی روایته فلیذبح باسم اللہ
ای قائلاً باسم اللہ۔ هٰذا هو الصحیح فی معناه (مسلم صہ ۱۵۳ ج ۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد
اس روایت کے معنے میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ کے نام سے ذبح کیا جائے یعنی بسم اللہ کہتے
ہوئے ذبح کیا جائے اور یہی معنے صحیح ہے۔

اور اگر وہابیہ کے من گھڑت معنے صحیح سمجھ لئے جائیں تو نعوذ باللہ۔ تمام مسلمان۔ علماء، اولیاء، مفسرین،
محدثین، تبع تابعین، تابعین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان تک مشرک و کافر ٹھہرتے ہیں۔ حتیٰ کہ (خاک
بدہن وہابیہ) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک نجدی وہابیہ کے مردود فتاوی کی زد پڑتی ہے۔

طوالت سے بچنے کی خاطر صرف چند احادیث پیش خدمت کرتا ہوں۔

(۱) حضرت مقداد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت میں ہے۔ فانطلقت الی الاعنز ایّھا اسمن فاذ
بحھا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلم صہ ۱۸۴ ج ۲) حضرت مقداد رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے
ہیں۔ پس میں بکریوں کے باڑے کی طرف گیا تاکہ میں ان میں سے کوئی موٹی تازی (فربہ) بکری منتخب کرکے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ذبح کروں۔"

(۲) عن جابر قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا معہ فدخل علی
امرأة من الانصار فذبحت لہ شاة فاکل واتتہ بقناع من رطب فاکل
منہ۔ الحدیث (ترمذی صہ ۱۲ ج ۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
روانہ ہوئے اور میں آپ کے ہمراہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انصار میں سے ایک خاتون کے ہاں تشریف
فرما ہوئے۔ پس اس صحابیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے بکری ذبح
کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گوشت کھایا۔ اور اس خاتون نے بارگاہ رسالتمآب میں تازہ پکی ہوئی کھجوروں
کا طبق نذر کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں سے کچھ کھجوریں بھی تناول فرمائیں۔"

(۳) عن سعد بن عبادہ انہ قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقة
افضل قال الماء فحفر بیراً وقال هٰذه لام سعد۔ (ابوداؤد)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ۔ سعد کی والدہ

فوت ہو گئی ہے پس (ایصالِ ثواب کے لیے) صدقہ میں کونسی چیز افضل ہے ؟

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ۔ پانی ۔ پس حضرت سعد نے کنواں کھودا اور فرمایا یہ (کنواں)

اُمّ سعد کے لئے ہے ۔"

(۴) عن انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یضحی بکبشین

وانا اضحی بکبشین ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم (قربانی میں) دو مینڈھے ذبح فرمایا کرتے تھے اور میں بھی (قربانی میں) دو مینڈھے ذبح کیا

کرتا ہوں ۔

اس کی تشریح میں حاشیہ پر مرقوم ہے قال بعض العلماء کان احدھا عن نفسہ

المعظمۃ عند اللہ تعالےٰ والاٰخر عن اُمّتہٖ مِمَّنْ لم یضح وینبغی لِلاُمَّۃِ اَنْ

یذبحوا بکبشین احدھما لنفسہٖ والاٰخر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(بخاری ص ۱۳۳ ج ۲)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مینڈھا اپنی طرف سے قربان کیا

کرتے تھے اور دوسرا مینڈھا اپنے ان اُمّتیوں کی طرف سے جو قربانی نہیں دے سکتے (یعنی اُمّت

کے ان غرباء کی طرف سے) اور اُمّت کو چاہیے کہ اُمّتی ایک مینڈھا اپنے لئے ذبح کیا کریں اور

دوسرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ۔"

آسمانِ ہدایت کے ستارے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے لئے موٹی تازی بکری کو ذبح کیا ۔ خاتون صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بکری ذبح کی ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں مذبوحہ

بکریوں کا گوشت تناول فرمایا ۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیٔ رسول نے رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر اپنی والدہ کو ایصالِ ثواب کے لئے کنواں کھدوایا اور اس کا نام "بیر اُمّ سعد"

رکھا ۔ یعنی سعد کی ماں کا کنواں اور اس کنویں کا پانی صحابہ کرام علیہم الرضوان پیتے رہے ۔ تابعین ، تبع تابعین

مفسرین ، محدثین ، علماء ، اولیا اور عام مسلمان اس کنویں کا پانی پیتے رہے ۔ آج تک وہ کنواں موجود ہے ۔

اور خوش نصیب مسلمان اس کا مبارک پانی پی رہے ہیں ۔ صحابہ کرام اور صلحاء امت کا معمول ہے کہ قربانی

کہ ایک جانور اپنے لیے ذبح کرتے ہیں اور ایک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے ذبح کرتے ہیں۔ تو کیا۔ بقولِ وہابیہ یہ سب مشرک و کافر ہوئے۔؟

نعوذ باللہ من ہفوات الوہابیہ۔

ثابت ہوا کہ کسی چیز پر غیر اللہ کا نام لے کر یہ کہہ دینے سے کہ یہ چیز فلاں کے لیے ہے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی اور نہ شرک و کفر ہی عائد ہوتا ہے۔ ان احادیث سے واضح ہوا کہ وہابیہ کے ایسے تمام فتاوی مردود اور باطل ہیں۔ یہ خوارج الاصل۔ آیہ مبارکہ وما اھل بہ لغیر اللہ کا غلط مطلب نکالتے ہیں۔ تحریف قرآن کے مجرم ہیں۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا صحیح مطلب

یہ ہے۔ وہ جانور حرام ہے جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ جس جانور پر وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے خواہ تنہا یا خدا کے نام کے ساتھ عطف سے ملا کر وہ حرام ہے اور اگر نام خدا کے ساتھ غیر کا نام بغیر عطف ملایا تو مکروہ ہے۔ اگر ذبح فقط اللہ کے نام پر کیا اور اس سے قبل یا بعد غیر اللہ کا نام لیا مثلاً یہ کہا کہ عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کا دنبہ یا جس کی طرف سے وہ ذبیحہ ہے اسی کا نام لیا۔ یا جن اولیاء کے لئے ایصال ثواب منظور ہے ان کا نام لیا تو یہ جائز ہے۔ اس میں کچھ حرج نہیں۔ (تفسیر احمدی۔ خزائن العرفان)

جس حلال جانور کو مسلمان یا اہل کتاب۔ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے وہ حلال ہے اور جس حلال جانور کو کافر یا مرتد ذبح کرے وہ حرام ہے۔ مردار ہے۔ اسی طرح اگر دیدہ دانستہ بوقتِ ذبح بسم اللہ چھوڑ دے یا خدا کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کرے۔ مثلاً بسم اللہ اللہ اکبر کہنے کے بجائے کسی نبی، رسول یا ولی کا نام لے کر ذبح کرے تو حرام ہے۔ خیال رہے کہ اس حلت و حرمت میں ذبح کرنے والے کا اعتبار ہے نہ کہ مالک کا۔ اگر مسلمان کا جانور مشرک نے ذبح کر دیا تو مردار ہو گیا۔ اور مشرک نے بت کے نام کا جانور پالا مگر اس کو مسلمان نے بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تو حلال ہے۔ (ذبح کے وقت نام لینے کا اعتبار ہے نہ کہ آگے پیچھے) زندگی میں جانور بت کے نام کا تھا۔ مگر ذبح کے وقت نام اللہ کا لیا گیا حلال ہے۔ اور زندگی میں جانور قربانی کا تھا۔ مگر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا مردار ہے۔

اَیْ رَفَعَ الصَّوْتُ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ کَقَوْلِھِمْ بِاِسْمِ

تفسیر بیضاوی میں ہے:- اللَّاتِ وَالْعُزّٰی عِنْدَ ذِبْحِہٖ ۔ یعنی اس جانور پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو جیسے کفار ذبح کے وقت کہتے تھے ۔ باسم اللات والعزیٰ ۔

تفسیر جلالین میں ہے:- بِاَنْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِہٖ ۔ اس طرح کہ غیر خدا کے نام ذبح کیا جاوے ۔

تفسیر خازن میں ہے:- یَعْنِیْ مَا ذُکِرَ عَلٰی ذِبْحِہٖ غَیْرُ اِسْمِ اللّٰہِ وَذٰلِکَ اَنَّ الْعَرَبَ فِی الْجَاہِلِیَّۃِ کَانُوْا یَذْکُرُوْنَ اَسْمَاءَ اَصْنَامِھِمْ عِنْدَ الذَّبْحِ فَحَرَّمَ اللّٰہُ ذٰلِکَ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ وَبِقَوْلِہٖ وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ ۔ یعنی وہ جانور حرام ہے جس کے ذبح پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو ۔ اور یہ اس لئے ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت میں ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے تھے پس خدا تعالےٰ نے اس کو اس آیت سے اور آیت ولا تاءکلوا مما لم یذکر اسم اللّٰہ علیہ سے حرام فرمایا ۔

تفسیر کبیر میں ہے وکانوا یقولون عند الذبح باسم اللات والعزیٰ فحرم اللّٰہ تعالےٰ ذالک ۔ اہل عرب ذبح کے وقت کہتے تھے بسم اللات والعزےٰ اللہ تعالےٰ نے اس کو حرام فرمادیا ۔

تفسیرات احمدیہ میں ہے:- معناہ ما ذبح بہ لاسم غیر اللّٰہ مثل اللات والعزیٰ وَاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ ۔ آیت کے معنے یہ ہیں کہ اس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو جیسے کہ لات وعزیٰ اور انبیاء کے نام پر ذبح کیا جائے ۔ المختصر سلف صالحین کی تمام تفاسیر میں یہی معنے بیان کئے گئے ہیں ۔ اور انہی معنوں پر تمام مفسرین، محدثین اور علماء امت متفق ہیں ۔

تفسیرات احمدیہ:- یہ حضرت ملا احمد جیون علیہ الرحمۃ جو علماء عرب وعجم کے استاد ہیں ۔ حتیٰ کہ وہابی مولوی بھی ان کو مانتے ہیں ۔ فرماتے ہیں ۔ وَمِنْ ھٰھُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَۃَ الْمَنْذُوْرَۃَ لِلْاَوْلِیَاءِ کَمَا ھُوَ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَیِّبٌ لِاَنَّہٗ لَمْ یُذْکَرْ اِسْمُ غَیْرِ اللّٰہِ

وَمَنِ الَّذِیْ وَانْ کَانُوْا یُنْذِرُوْنَھَا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس گائے کی اولیاء اللہ کے لئے نذر مانی گئی جیسا کہ ہمارے زمانے میں رواج ہے یہ حلال طیب ہے کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا۔ اگرچہ اس گائے کی نذر مانتے ہیں "۔

قارئین! فقیر اگر محدثین و علماء امت کے مزید ارشادات نقل کرنے بیٹھ جائے تو یہ رسالہ ضخیم کتاب بن جائے گی۔ مگر چونکہ مقصود صرف اظہار حق ہے اور منصف مزاج، غیر متعصب مسلمان کے لئے اسی قدر کافی و شافی ہے۔ لہذا تطویل سے بچنے کی خاطر اسی پر اکتفاء کی جاتی ہے۔

چڑھاوے کھانا

اس سے وہابیہ کی مراد یہ ہے کہ جس طرح کفار بتوں کو معبود جانتے، ان کی پوجا کرتے اور ان کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ان کے نام کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان انبیاء و اولیاء کو معبود جانتے، ان کی پوجا کرتے اور ان کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ان کے مزارات پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ لہذا یہ مسلمان مشرک و کافر ہیں۔

وہابیہ کا یہ طرز فکر دلیل ہے ان کے خارجی ہونے کی بین دلیل ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء اللہ قدسنا اللہ باسرارھم کو بتوں کا مقام دیتے اور مسلمانوں کو زمرۂ کفار میں شمار کرتے ہیں۔

قارئین گذشتہ صفحات میں بخاری شریف کی وہ روایت پڑھ آئے ہیں جس میں مذکور ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو اس لئے بدترین خلائق جانتے تھے کہ یہ لوگ کفار کے حق میں نازل شدہ آیات قرآن کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ پس نجدی وہابی بے بنیاد الزامات تراش کر آیات قرآن میں تحریف کرتے ہوئے مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتوے لگا کر گویا اعلان کرتے ہیں کہ ہم خارجی ہیں پس ان کے بدترین خلائق ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔؟

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں جانتا۔ مخلوق میں سے کسی کو الوہیت میں شریک نہیں مانتا۔ اور کوئی مسلمان غیر اللہ کی عبادت و تقرب کی نیت سے چڑھاوے نہیں چڑھاتا۔ بلکہ مسلمانان اہلسنت وجماعت "خالصۃً لوجہ اللہ" صدقہ خیرات کرتے ہیں اور اس کا ثواب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار، شہداء کربلا علیہم الرضوان

اور اولیاء اللہ قدسنا اللہ باسرارہم کی خدمت میں ہدیۃً نذر کرتے ہیں۔ اور ان نفوس قدسیہ کے توسّل سے اپنے وفات پا جانے والے اعزا و اقارب اور تمام مسلمانانِ امت کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔

فرزندانِ توحید حلِ مشکلات و قضائے حاجات کے لئے اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ تو اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے میں یا فلاں ولی کے صدقے میں میری یہ مشکل حل فرما دے۔ میری فلاں حاجت پوری کر دے تو میں تیرا شکر ادا کرتے ہوئے صدقہ خیرات کروں گا اور اس کا ثواب سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نذر کروں گا۔ فلاں ولی اللہ کے مزار پر مقیم فقراء مساکین اور حاضرین کو کھانا کھلاؤں گا یا مٹھائی تقسیم کروں گا۔ اتنا روپیہ یا اتنا کپڑا تقسیم کروں گا۔ فاتحہ دلاؤں گا قرآن خوانی کراؤں گا۔

مسلمان، سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ میں آپ کا وسیلہ پکڑتا ہوں۔ آپ بارگاہِ الٰہی میں میری شفاعت فرمائیں۔ میری یہ مشکل حل فرما دیں۔ یا میری فلاں حاجت روائی فرمائیں۔ یا صاحبِ مزار ولی اللہ سے استدعا کی جاتی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ کے مقبول و برگزیدہ بندے آپ اللہ تعالیٰ سے میری یہ مشکل حل کرا دیں یا میری فلاں حاجت روائی فرما دیں تو میں آپ کے حضور ایصالِ ثواب کیلئے یہ کارِ خیر کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب بندوں کے وسیلہ سے حلِ مشکلات و قضائے حاجات کے لئے دعا مانگنا اور ایصالِ ثواب کے لئے صدقہ خیرات کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر زمانۂ حال تک صلحائے امت اور تمام مسلمان اس پر متفق اور عامل ہیں۔

توسّل، استمداد اور مزاراتِ مقدسہ سے حصولِ فیض و برکات کے موضوع پر فقیر کی تصنیف "تنویر الایمان" حصہ اول دوم کا مطالعہ کریں کہ اس کتاب میں ان تمام امور پر قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل بحث کی گئی ہے سلف صالحین کے ارشادات و عمل سے ناقابلِ تردید دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ نیز منکرین وہابیہ کے اعتراضات کے دندان شکن جواب دینے کے ساتھ ساتھ خود وہابیہ کے پیشواؤں کے اقوال و افعال سے ثابت کیا گیا ہے کہ نجدی وہابی کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ ان کا مذہب ایک ایسا گورکھ دھندا ہے جس کا کوئی سر ہے اور نہ پیر۔

اس مختصر رسالہ میں زیادہ تفصیل کی گنجائش نہیں اس لئے مسئلہ

توسّل و نذر نیاز کے متعلق مختصر چند دلائل

پیشِ خدمت ہیں۔

۱۔ اللہ تعالٰی کا فرمان۔ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔ (پ۶ س المائدہ ۶۷)

اے ایمان والو۔ اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔ اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

(۲) تفسیر مدارک التنزیل مصباح الظلام اور جذب القلوب مصنفہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ میں حضرت مولٰی علی مشکلکشا رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی رحلت کے تین روز بعد ایک اعرابی نے آپ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر خود کو روضۂ اطہر پہ گرا دیا اور خاک میں لوٹنے لگا۔ اور عرض کی یارسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے۔ اور منجملہ اس کے کہ آپ پر نازل ہوا۔ (قرآن مجید) یہ آیت ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اور میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ اقدس سے آواز آئی قد غفر لک۔ بیشک تیری مغفرت کر دی گئی۔

(۳) استاذ المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ۔ احوال قبر و اصحاب قبور کے بیان میں، فرماتے ہیں۔ وبعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ وتکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمیگردد و اولیسیاں تحصیل کمالات باطنی از آنہا مے نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنہا مے طلبند و مے یابند۔ (تفسیر عزیزی۔ پارہ عم)

بعض وہ خواص اولیاء اللہ جنہوں نے دنیاوی زندگی میں خود کو بنی نوع انسان کی تکمیل وارشاد کا آلہ جارحہ

بالا ہوتا ہے وہ اس حالت (عالم برزخ) میں رہ کر بھی دنیاوی اُمور میں تصرّف فرماتے ہیں اور احوالِ قبر میں ان کا استغراق ان کے کمال وسعت مدارک کے باعث اُمورِ دنیا میں تصرّف کو مانع نہیں ہوتا۔ اور اویسی حضرات ان سے کمالات باطنی حاصل کرتے ہیں اور اربابِ حاجات و مطالب ان سے اپنی مشکلات کا حل طلب کرتے ہیں اور اپنا مطلب پا لیتے ہیں۔

(۴) شیخ المحققین شیخ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں "امام شافعی گفتہ است قبر موسیٰ کاظم تریاق مجرّب است مراجابت دعا را و حجۃ الاسلام امام محمد غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوے در حیات استمداد کردہ مے شود بوے بعد از وفات و یکے از مشائخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را از مشائخ کہ تصرّف مے کنند در قبور خود مانند تصرفہائے ایشاں در حیات خود یا بیشتر شیخ معروف کرخی و شیخ عبدالقادر جیلانی و دو کس دیگر را از اولیا شمردہ و مقصود حصر نیست آنچہ خود دیدہ و یافتہ است گفتہ۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ) امام مجتہد حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ حضرت امام کاظم علیہ الرحمۃ کی قبر قبولیّت دعا کے لئے تریاق مجرّب ہے۔ اور حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ جس سے اس کی دنیاوی زندگی میں مدد طلب کی جاتی ہو۔ اس کی وفات کے بعد بھی اس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ اور مشائخ عظام میں سے ایک عظیم شیخ نے فرمایا ہے کہ میں نے اولیاء اللہ میں سے چار اولیاء کو دیکھا ہے جو اپنی دنیاوی زندگی میں تصرفات کی طرح یا اس سے بھی زیادہ اپنی قبروں میں تصرفات کرتے ہیں۔ ایک شیخ معروف کرخی علیہ الرحمۃ اور دوسرے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہیں اور دو دوسرے اولیاء کا نام لیا ہے جن کا انہوں نے نام نہیں بتایا۔ اور ان چار اولیاء پر ہی حصر مقصود نہیں بلکہ جو کچھ اس نے دیکھا اور جس طرح اس نے پایا اس کا بیان کر دیا ہے۔

(۵) وہابیہ کے معتمد علیہ شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی "انفاس العارفین" میں اپنے والد ماجد کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "حضرت ایشاں در قصبہ ڈاسنہ بزیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بودند شب ہنگام بود دراں محل فرمودند مخدوم ضیافت ما مے کنند و میگویند چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بریاراں غالب آمد آنگاہ زنے بیامد طبق برنج و شیرینی برسر و گفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ بر نشینندگان درگاہ مخدوم اللہ دیا رسانم دریں وقت آمد ایفائے نذر کردم" حضرت ایشاں (شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب) قصبہ

ڈاسنہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کے لئے گئے رات کا وقت تھا اس وقت آپ نے فرمایا مخدوم صاحب ہماری ضیافت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں "کچھ کھا کر جائیں"۔ اسی انتظار میں ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں کا ہجوم ختم ہو گیا اور (زیادہ دیر انتظار کرنے کی وجہ سے شاہ صاحب) کے ساتھیوں پر ملال غالب ہوا۔ اس وقت ایک عورت چاول اور شیرینی کا طبق سر پر اٹھائے آئی اور کہنے لگی میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا خاوند آجائے تو میں اسی وقت یہ طعام تیار کر کے مخدوم اللہ دیا (علیہ الرحمۃ) کی درگاہ میں بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی۔ اس وقت میرا خاوند آگیا یعنے اپنی نذر کو پورا کیا ہے"۔

بہ نظر اختصار، قرآن مجید، حدیث شریف، مفسرین و محدثین کے ارشادات و نیز شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (جن پر وہابیہ کو بڑا فخر و ناز ہے) کے حوالے سے ناقابلِ تردید صرف پانچ دلائل پر اکتفا کرتا ہوں۔ ورنہ سینکڑوں ہزاروں دلائل پیش کئے جا سکتے ہیں۔ تاہم انہی دلائل سے وہ تمام امور ثابت ہوتے جن پہ وہابیہ شرک و کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہابیہ قرآن و حدیث کے منکر اور صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ ان کا مذہب مسلمانوں کے مذہب سے الگ ہے۔

تیجہ، ساتواں، چالیسواں کرنا

ان امور کی بنا پر فرزندانِ توحید کو مشرک و کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینا بھی نجدیت و وہابیت کا کرشمہ اور وہابیہ کے خارجی ہونے کی محکم دلیل ہے۔ ورنہ ان امور میں کفر و شرک کا شائبہ تک نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اپنے اعزا و اقارب میں سے کسی کی وفات کے بعد تیسرے، ساتویں اور چالیسویں دن حسبِ توفیق کھانا تیار کر کے یا پھل (فروٹ) مٹھائی یا چنے، شربت، دودھ وغیرہ کھانے پینے کی اشیا یا کپڑے یا نقد روپے پیسے خیرات کرتے، تلاوتِ قرآن مجید، درود شریف اور کلمہ طیبہ پڑھ کر ان کارہائے خیر کا ثواب مرحوم کو پہنچاتے اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ معلوم نہیں وہابیوں کو اس میں شرک و کفر کی کونسی بات نظر آتی ہے۔ حالانکہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے اموات کے لئے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کرنا قطعی طور پر ثابت ہے اور بزرگانِ دین، علمائے کرام و اولیاء عظام اور امت کے تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل بھی ختم ہو جاتا ہے اور نیکی کرنے سے وہ عاجز ہو جاتا ہے اور

منتظر رہتا ہے کہ کوئی شخص اس کو نیکی پہنچائے تو عذاب سے اس کو نجات ملے۔ ہم لوگ جس قدر کھانے پینے کے محتاج ہیں اس سے زیادہ مردہ ہماری دعا کا محتاج رہتا ہے۔ ہم لوگ جس طرح میت کے لئے ثواب پہنچائیں، نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر یا صدقہ خیرات دے کر یا مسجد بنا کر یا قرآن شریف پڑھ کر یا درود و استغفار پڑھ کر تو میت کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے اور ہم کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ۔ یعنی جو لوگ بعد کو آئے وہ کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے بخش دے ہم کو اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ گذر گئے۔ (شرح الصدور)

دلائل ملاحظہ ہوں

(۱) فرمانِ الٰہی۔ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَۃَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (پ۴ ع ۱۲) پھر (ترکہ) بانٹتے وقت اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین (اجنبی جن میں سے کوئی میت کا وارث نہ ہو) آجائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو (قبل تقسیم ترکہ اور یہ دینا مستحب ہے) اور ان سے اچھی بات کہو۔ اس میں عذر جمیل وعدۂ حسنہ اور دعائے خیر سب داخل ہیں۔ اس آیت میں میت کے ترکہ سے غیر وارث رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کو کچھ بطور صدقہ دینے اور قول معروف کہنے کا حکم دیا۔ زمانۂ صحابہ میں اس پر عمل تھا۔ محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح کرا کے کھانا پکایا اور رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کو کھلایا اور یہ آیت پڑھی۔ ابن سیرین نے اسی مضمون کی عبیدہ سلمانی سے بھی روایت کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ کہا کہ اگر یہ آیت نہ آئی ہوتی تو یہ صدقہ میں اپنے مال سے کرتا۔ تیجہ جس کو سوئم کہتے ہیں اور مسلمانوں میں معمول ہے وہ بھی اسی آیت کا اتباع ہے کہ اس میں رشتہ داروں اور یتیموں و مسکینوں پر تصدق ہوتا ہے اور کلمہ کا ختم اور قرآن پاک کی تلاوت اور دعا قول معروف ہے۔ اس میں بعض لوگوں کو بے جا اصرار ہو گیا ہے جو بزرگوں کے اس عمل میں اس کا ماخذ تو تلاش نہ کر سکے باوجودیکہ اتنا صاف قرآن پاک میں موجود تھا لیکن انہوں نے اپنی ملائے کو دین میں دخل دیا اور عمل خیر کو روکنے پر مصر ہو گئے۔ اللہ ہدایت

کرے۔" (تفسیر خزائن العرفان)

(۲) اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات ۔ الآیۃ (سورہ محمد ع ۲) اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔" یہ اس امت پر اللہ تعالےٰ کا اکرام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ ان کے لئے مغفرت طلب فرمائیں اور آپ شفیع مقبول الشفاعۃ ہیں۔ اس کے بعد مومنین سے عام خطاب ہے۔

(۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ تو دعائے خیر کرو۔ اس لئے کہ جب تم کوئی دعا مانگتے ہو تو ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں نیز فرماتی ہیں کہ جب ابو سلمہ وفات پا گئے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ، ابو سلمہ کی وفات ہو گئی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ یوں کہہ (دعا مانگ) اللّٰھم اغفر لی ولہ" یا اللہ مجھے اور مرحوم کو بخش دے۔" (ترمذی ص۱۱۷ ج ۱)

(۴) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا مات الانسان انقطع عملہ الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ وعلم ینتفع بہ وولد صالح یدعو لہ۔ (ترمذی ص۱۶۵ ج ۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب انسان مر جاتا ہے تو اس سے عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ سوائے ان تین اعمال کے صدقہ جاریہ اور علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا رہے اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے۔"

(۵) عن عائشۃ اَنَّ رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ اِنَّ اُمّی افتلتت (ای ماتت بغتۃ) نفسھا ولم توص واظنھا لو تکلمت تصدقت اَفَلَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قال نعم (مسلم ص۱۱ ج ۲) حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر انتقال کے وقت کچھ بول سکتی تو ضرور صدقہ کرتی۔ آیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ خیرات کروں

تو اسے ثواب پہنچے گا؟ حضور نے فرمایا۔ ہاں۔

اس حدیث کی شرح میں حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ "وفی ھذا الحدیث جواز الصدقۃ عن المیت واستحبابھا وان ثوابھا یصلہ، ینفعہ وینفع المتصدق ایضا وھذا کلہ، اجمع علیہ المسلمون۔ اس حدیث میں میت کی طرف سے صدقہ خیرات کرنے کے جائز اور مستحب ہونے کا ثبوت ہے اور یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ صدقہ خیرات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ میت کے لئے نافع ہے اور صدقہ خیرات کرنے والے کو بھی اس کا نفع (ثواب) ملتا ہے۔ یہ تمام امور ایسے ہیں جن پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔"

حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ تک ایصال ثواب پر شرک و بدعت کے فتوے داغنے والے نجدیہ وہابیہ کا وجود نہ تھا۔

(۶) عن ابن عباس ان سعد بن عبادۃ توفیت امہ وھو غائب عنھا فقال یا رسول اللہ ان امی توفیت وانا غائب عنھا اینفعھا شیٔ ان تصدقت بہ عنھا قال نعم قال فانی اشھدک ان حائطی المخراف صدقۃ علیھا۔

(بخاری ص۳۸۶ ج ۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالے عنہ کی غیر موجودگی میں ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میری غیر موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے کچھ نفع پہنچے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہاں" حضرت سعد نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اس پر صدقہ ہے۔

(۷) زبدۃ العارفین شاہ شرف الدین بن احمد یحیےٰ منیری اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں۔

"حضور پرنور صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے گیارہویں دن حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے نے بہت سا طعام پکوایا تاکہ اس کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی روح پر فتوح کی نذر کریں۔ مدینہ منورہ میں اس کا چرچا ہوا تو لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے کہ آج کیا ہے۔؟ تو جنہیں معلوم تھا کہتے۔ الیوم عرس رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم۔ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس ہے۔

(۸) عن انس انہ سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقال یا رسول اللہ انا نتصدق عن موتانا و نحج عنهم وندعو لهم فهل یصل ذالک الیهم فقال نعم انہ لیصل ویفرحون بہ کما یفرح احدکم بالطبق اذا اهدی الیہ۔ رواہ ابو حفص العکبری۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ ہم اپنے مرنے والوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں۔ اور ان کی طرف سے حج کرتے ہیں۔ ہم ان کے لئے دعا مانگتے ہیں تو آیا یہ ان تک پہنچتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ ہاں۔ بیشک ضرور پہنچتا ہے۔ اور وہ ایصالِ ثواب پر اس طرح خوش ہوتے ہیں۔ جس طرح تمہیں (طعام وغیرہ) کا طبق ہدیۃً دیا جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔"

(۹) مراقی الفلاح میں اس حدیث کے تحت مرقوم ہے۔ فللانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اھل السنۃ والجماعۃ صلوۃ کان اوصوما او حجا او صدقۃ او قراءۃ للقرآن والاذکار او غیر ذالک من انواع البر ویصل ذالک الی المیت وینفعہ وقالہ الزیلعی فی باب الحج عن الغیر (مراقی الفلاح شرح نور الایضاح)

پس اہلسنت وجماعت کے نزدیک انسان کو چاہیئے کہ اپنے نیک عمل کا ثواب کسی کو بخش دے پھر وہ عمل نفل نماز ہو یا نفلی روزہ یا نفلی حج ہو یا صدقہ یا تلاوتِ قرآن یا دوسرے اذکار وغیرہ نیکی کے دوسرے کام، ان کا ثواب میت کو بھی پہنچتا ہے۔ اور ایصالِ ثواب کرنے والے کو بھی اس کا ثواب ملتا ہے۔"

(۱۰) استاذ المحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ تفسیر "فتح العزیز" میں میت کو جلانے کی مذمت اور دفن کرنے کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"و در دفن کردن چوں اجزائے بدن بتمامہ یکجا مے باشند علاقہ روح با بدن از راہِ نظر وعنایت بحال مے ماند و توجہ روح بزائرین مستانسین و مستفیدین بسہولت مے شود کہ بسبب تعیین مکان بدن گویا مکانِ روح ہم متعین است و آثار ایں عالم از صدقات و فاتحہ ہا و تلاوتِ قرآن مجید چوں دراں بقعہ کہ مدفن بدن اوست واقع شود بسہولت نافع

میشود. پس سوختن گویا روح را بے مکان کردن و دفن کردن گویا مسکنے برائے روح ساختن بنابریں است کہ از اولیائے مدفونین و دیگر صلحائے مومنین انتفاع و استفادہ جاری است و آنہارا افادہ و اعانت نیز منصور است۔" (تفسیر عزیزی مطبوعہ مجتبائی ص ۵)

اور دفن کرنے میں جب کہ اجزائے بدن تمام یک جا بنتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی نظر و عنایت سے روح کا تعلق بدن کے ساتھ بحال رہتا ہے۔ اور انس و فائدہ حاصل کرنے کے لئے زیارت کو آنے والوں کی طرف روح کو توجہ کرنے میں سہولت ہوتی ہے بمکان بدن کی تعیین کے سبب سے گویا مکان روح بھی متعین ہے۔ اور اس عالم دنیا کے آثار از قسم صدقات و فاتحہ ہا اور تلاوت قرآن مجید اس بقعہ میں کہ اس کا مدفن بدن ہے بسہولت نافع ہوتے ہیں۔ پس میت کو جلانا گویا روح کو بے مکان کر دینا ہے اور دفن کرنا گویا روح کے لئے مسکن بنا دینا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء مدفونین و دیگر صلحاء مومنین کے مزارات سے نفع اور فائدہ حاصل کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور ان کے لئے افادہ و اعانت بھی منصور ہے۔"

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس گھر میں کوئی مرجاتا ہے اور گھر والے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں۔ اس صدقہ کے ثواب کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نور کے طبق میں رکھ کر اس کی قبر پر لے جاتے ہیں۔ اور کھڑے ہو کر کہتے ہیں "اے قبر والو یہ تحفہ تمہارے گھر والوں نے تم کو بھیجا ہے اس کو قبول کرو۔ پس مردہ خوش ہوتا ہے۔ اور اپنے ہمسائے کو خوشخبری سناتا ہے اور اس کے ہمسائے جن کو کوئی تحفہ نہیں پہنچا ہے غمگین رہتے ہیں۔" (شرح الصدور)

(۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ اپنی قبر میں ایسا ہے جیسے دریا میں کوئی ڈوبتا اور فریاد کرتا ہے۔ وہ منتظر رہتا ہے کہ میرا باپ یا ماں یا لڑکا یا دوست میرے لئے دعا کرے۔ پھر جب یہ دعا کرتے ہیں تو یہ دعا ان کو دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور جب زمین والے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالےٰ پہاڑ کے مانند ثواب قبر والوں کو پہنچاتا ہے۔ اور زندوں کا تحفہ مُردوں کے لئے یہی ہے۔ کہ ان کے لئے استغفار کریں۔"

(شرح الصدور)

(۱۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن مومن کے ساتھ پہاڑ کے برابر نیکیاں ہوں گی، وہ کہیں گے۔ دنیا میں تو ہم نے اس قدر نیکیاں نہیں کی تھیں۔ اس قدر ثواب کہاں سے آیا۔؟ آواز آئے گی کہ تیرے لڑکے نے تیرے لئے استغفار پڑھا تھا۔ یہ وہی نیکیاں ہیں۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نیک بندہ کو اللہ تعالےٰ جنت میں بہت بڑا درجہ عطا کرے گا۔ وہ تعجب سے کہے گا۔ اے رب یہ درجہ کہاں سے مجھ کو ملا۔؟ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ تیرے لڑکے کے استغفار اور برکت کی دعا سے"۔ (شرح الصدور)

(۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے اموات کے لئے تحفہ بھیجو، ہم نے پوچھا۔ یارسول اللہ، ہم کیا تحفہ بھیجیں؟ فرمایا۔ "مومنوں کی ارواح جمعہ کی رات کو آسمان سے دنیا کی طرف آتی ہیں۔ اور اپنے مکان کے مقابل کھڑی ہو کر ہر ایک روح غمگین آواز سے پکارتی ہے۔ اے میرے گھر والو، اے میرے خاندان والو، اے میرے قرابت والو مہربانی کر کے ہم کو کچھ دو۔ اللہ تم پر رحم کرے اور ہم کو یاد رکھو اور مت بھولو۔ ہم قید خانہ میں ہیں اور بہت غم میں مبتلا ہیں۔ پس ہم پر رحم کرو، اللہ تم پر رحم کرے۔ اور نہ بند رکھو ہم سے اپنی دعا اور صدقہ کو اور تسبیح کو، شاید اللہ رحم کرے ہم پر قبل اس کے کہ تم بھی ہماری مثل ہو جاؤ۔ افسوس، ہائے شرمندگی، اے اللہ کے بندو، ہمارا کلام سنو اور ہم کو نہ بھولو۔ تم جانتے ہو کہ یہ مکان جو آج تمہارے قبضہ میں ہے کل ہمارے قبضہ میں تھا۔ اور ہم اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کرتے تھے اور اللہ کی راہ میں کچھ نہ دیتے تھے۔ پس وہ مال ہم پر وبال ہو گیا ہے اور دوسرے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس کا حساب کتاب ہم پر ہوتا ہے۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر ایک روح ہزار بار مردوں اور عورتوں کو پکارتی ہے کہ مہربانی کرو ہم پر درہم سے یا روٹی کے ٹکڑے سے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (یہ فرماتے ہوئے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رونے لگے اور ہم بھی رونے لگے۔ روایت کیا اس حدیث کو شیخ ابن الحسن بن علی نے اپنی کتاب میں۔ (شرح الصدور)

(۱۵) عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے

والد سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع فرمایا تھا۔ پس اب زیارت کیا کرو۔" اس کی شرح میں شیخ محمد تھانوی حاشیہ میں لکھتے ہیں :۔

والزیارۃ یوم الجمعۃ افضل خصوصًا اوّلہ وھو المتعارف فی الحرمین الشریفین یخرجون الی المعلّٰی والبقیع للزیارۃ وقد ورد فی خبر ابی نعیم رضی اللہ عنہ من زار قبر والدیہ او احدھما یوم الجمعۃ کان کحجّۃٍ وفی روایۃ البیھقی غفر لہٗ وکُتِبَ لہٗ براءۃ وجاء فی الروایات انہٗ یعطی للمیّت فی یوم الجمعۃ الادراک اکثر ممّا یعطی فی سائر الایام حتّٰی انہٗ یعرف کثیرًا من الاَیَّامِ الباقِیَۃِ بلاخِلافٍ بین اھل العلم وفیہ ورد الاحادیث الصحیحۃ خصوصًا فی الماء وقد جاء فی بعض الروایات اَنّ روح المیت تاتی دارہ لیلۃ الجمعۃ فَیَنْتَظِرُ ھَلْ یُتَصَدَّق لِاَجْلِہٖ - واللہ اعلم، من المرقاۃ واللمعات - (نسائی شریف ص ۲۸۵ ج ۱)

جمعہ کے دن قبروں کی زیارت کو جانا افضل ہے خصوصًا دن کے پہلے حصہ میں۔ یہ حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ) میں مشہور و متعارف ہے کہ لوگ قبرستان المعلّٰی اور قبرستان بقیع میں قبروں کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور حدیث ابو نعیم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں وارد ہے کہ جس نے جمعہ کے دن اپنے ماں باپ یا ماں باپ کی قبر کی زیارت کی اس کو حج کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ اس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔ اور روایات حدیث میں وارد ہے کہ میت کو دوسرے دنوں کے مقابلے میں جمعہ کے دن زیادہ ادراک عطا کیا جاتا ہے۔ حتٰی کہ قبر والا دوسرے دنوں کے مقابلے میں جمعہ کے دن قبر پہ آنے والوں کو زیادہ اچھی طرح سے پہچانتا ہے۔ قبروں پر بلا ضرورت پاؤں رکھتے ہوئے گزرنا مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ صدقہ و خیرات کر کے میت کو ثواب پہنچایا جائے۔ اس امر میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور ایصالِ ثواب کے بارے میں کثرت کے ساتھ صحیح احادیث وارد ہیں۔ خصوصًا پانی کے متعلق اور بعض روایات میں بھی وارد ہے کہ جمعرات کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور منتظر رہتی ہے کہ آیا اس کے لئے کوئی

صدقہ وخیرات کر کے ایصالِ ثواب کرتا ہے یا نہیں۔ واللہ اعلم۔ یہ مضمون مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ سے ماخوذ ہے۔

(۱۶) استاذ المحدثین حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

"مدد زندگان بمردگان دریں حالت زود تر مے رسد و مردگان منتظر لحوق مدد از ایں طرف مے باشند وپنہاں گمان ہے بہ ندکہ ہنوز زندہ ایم و لہٰذا در حدیث شریف در احوال قبر وارد است کہ مرد مسلمان در انجا مے گوید۔ دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ یعنی بگذارید مرا تا نماز بخوانم ونیز وارد است کہ مردہ دراں حالت مانند غریقے ست کہ انتظار فریاد رسی مے برد و صدقات و ادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار او مے آید و ازیں جاست کہ طوائف بنی آدم تا یک سال و علی الخصوص تا یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام مے نمایند۔" (تفسیر عزیزی پارہ عم سورہ انشقّت)

اس حالت میں زندوں کی مدد اموات کو بہت جلد پہنچتی ہے اور مردے زندوں کی مدد پہنچنے کے منتظر رہتے ہیں۔ اور یوں گمان کرتے ہیں کہ ابھی ہم زندہ ہیں۔ اسی لئے حدیث شریف میں احوالِ قبر میں وارد ہے کہ مسلمان اس حالت میں (منکر و نکیر فرشتوں سے) کہتا ہے کہ "مجھے نماز پڑھنے دو" نیز وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں ڈوبنے والے کی مانند ہے جو اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کوئی اسے ڈوبنے سے بچا لے اور صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اس وقت میت کے بہت کام آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی جماعتیں، بعد موت ایک سال تک اور علی الخصوص چالیس دن تک اس طرح کی امداد میں پوری کوشش کرتے ہیں۔" یعنی تیجہ، ساتواں، دسواں اور چالیسواں وغیرہ کا اہتمام کر کے ایصالِ ثواب کیا کرتے ہیں اور اس طرح میت کو ثواب پہنچاتے ہیں۔

(۱۷) شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جن پر وہابیہ فخر و ناز کرتے ہیں۔ "زبدۃ النصائح صد ۱۳۲ پر ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

"و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصدِ ایصال ثواب بروح ایشان پزند و بخورند مضائقہ نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود و اغنیاء را ہم خوردن جائز است۔"

کسی بزرگ کی روح کو ایصالِ ثواب کیلئے فاتحہ دلانے کی خاطر کھیر پکائیں اور کھائیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں

اور اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی اس کا کھا لینا جائز ہے۔

(۱۸) شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی "الانتباہ فی سلاسل اولیاء" میں لکھتے ہیں۔ "پس دہ مرتبہ درود خوانند بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا سوال نمایند"

"پس دس مرتبہ درود پڑھ کر ختم پورا کریں اور قدرے شیرینی پر عموماً خواجگان چشت کے نام فاتحہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے حاجت کا سوال کریں۔"

(۱۹) حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا فتویٰ "طعامیکہ ثواب آں نیاز امامین نمایند بر آں قل و فاتحہ و درود خوانند متبرک میشود و خوردن بسیار خوب ست" (فتاوی عزیزیہ ص۵۵)

نیز لکھتے ہیں۔

"اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخورانند جائز ست مضائقہ نیست۔" جس طعام کا ثواب حضرت امامین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کریں اس پر قل اور فاتحہ اور درود پڑھیں متبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت خوب ہے۔ اگر مالیدہ اور دودھ کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کے لئے پکا کر کھلائیں جائز ہے، کچھ مضائقہ نہیں۔"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تیجہ بڑے اہتمام کیساتھ ہوا

(۲۰) شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ "روز سوئم کثرتِ ہجوم مردم آں قدر بود کہ بیروں از حساب ست ہشتاد و یک کلام اللہ بہ شمار آمدہ زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را حصر نیست" (ملفوظات شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ص۸۰)

شاہ ولی اللہ محدث کی وفات کے بعد تیجہ کے دن لوگوں کا ہجوم اس کثرت سے تھا کہ حساب سے باہر ہے۔ اکیاسی قرآن مجید (جو تلاوت کئے گئے) شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہو گئے ہوں گے اور کلمہ کا تو حساب ہی نہیں (کہ کس قدر پڑھا گیا)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرس کے متعلق ایک منکر کے اعتراض کا رد

(۲۱) حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عرس ہر سال

کیا کرتے تھے۔ مولوی عبدالحکیم پنجابی نے اعتراض کیا کہ تم نے عرس کو فرض سمجھ لیا ہے جو سال بسال کرتے ہو، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس کے جواب میں فرمایا:

"این طعن مبنی ست بر جہل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچکس فرض نمے داند آرے زیارت قبور و تبرک بہ قبور صالحین و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علماء۔ و تعین روز عرس برائے آنست کہ آں روز ذکر انتقال ایشاں از دار العمل بہ دار الثواب، والّا ہر روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح ست و خلف را لازم ست کہ سلف خود را بایں نوع برو احسان نماید چنانچہ در حدیث مذکور ست۔ وَلَدٌ صَالِحٌ یَدْعُوْالَہٗ۔"

یہ طعن مطعون علیہ کے احوال سے جہل پر مبنی ہے اس لئے کہ کوئی شخص فرائض شرعیہ مقررہ کے علاوہ کسی چیز کو فرض نہیں جانتا۔ ہاں قبروں کی زیارت اور اولیاء اللہ کی قبروں سے برکت حاصل کرنا اور تلاوتِ قرآن مجید اور دعائے خیر کرنا اور طعام و شرینی تقسیم کرنا امر مستحسن اور اچھا ہے باجماع علماء اور عرس کا دن اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ ان کے دار العمل (دنیا) سے دار الثواب (آخرت) کو انتقال کا دن یادگار رہے ورنہ جس روز بھی یہ عمل کیا جائے موجب فلاح ہے۔ اور پسماندگان کو لازم ہے کہ اپنے اسلاف پر اس طرح سے احسان کرتے رہیں۔ جیسے کہ حدیث میں وارد ہے۔ وَلَدٌ صَالِحٌ یَدْعُوْالَہٗ۔ اولاد صالح جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔

(۲۳) مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند نے لکھا ہے کہ "حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے کہا "اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں" حضرت جنید نے ایک لاکھ یا پچہتر ہزار بار کلمہ پڑھا تھا۔ یوں سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ آپ نے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا۔ اور اس کو اطلاع نہ دی۔ بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ "اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں" آپ نے اس پر فرمایا کہ "اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہو گئی۔" (تحذیر الناس ص ۴۳)

طوالت سے بچنے کی خاطر فقیر اسی پر اکتفا کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ قرآن مجید حدیث شریف

اور محدثین اور وہابیوں کے پیشواؤں کے اقوال سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ اموات کو ایصالِ ثواب کے لئے تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں اور سالانہ عرس کرنا، قبروں کی زیارت کے لئے قبرستان جانا، مزارات اولیا کی حاضری دینا، مزارات اولیاء سے تبرک و توسل، نداء و خطاب کر کے ان سے مدد چاہنا، صدقہ خیرات، فاتحہ و قرآن خوانی کر کے ثواب پہنچانا، اموات کے لئے فائدہ بخش اور ایصال ثواب کرنے والوں کے لئے بھی نافع اور موجبِ فلاح ہے۔ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ اور عذابِ جہنم سے رہائی کا باعث ہے۔ لیکن وہابیہ کی کور باطنی اور الٹی کھوپڑی کو داد دیجئے کہ یہ لوگ قرآن و حدیث کے واضح ارشادات کے خلاف ان امور کو شرک و کفر قرار دیتے ہیں اور ایصالِ ثواب کرنے والے مسلمانوں کو مشرک کافر ٹھہراتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ہفوات الوہابیہ۔

نجدی وہابی جب علمائے اہلسنت کے دلائل حقّہ سے عاجز ہو جائیں تو عموماً کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم ایصالِ ثواب کے تو قائل ہیں مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ دن مقرر کر کے، کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور اس کو پابندی کے ساتھ کرنا بدعت ناجائز اور حرام ہے۔ اس صورت مروّجہ کا کوئی ثبوت نہیں۔ وہابیہ کا یہ کہنا بھی ان کا مکر و فریب ہے جس سے ان کی سفاہت و جہالت اور تعصب ظاہر ہے۔ قارئین! شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور شیخ محمد تھانوی کے فتاوے اور تصریحات پڑھ چکے ہیں۔ ان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بھی دن مقرر کر کے طعام پر فاتحہ پڑھنے اور قرآن خوانی کر کے ایصالِ ثواب کو جائز، مستحسن اور مستحب قرار دیتے ہیں۔ اور اس پر عامل بھی ہیں۔ نیز ان کے علاوہ سلف صالحین، مشائخ و علمائے امّت اس پر متفق ہیں۔ پس سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ سب حضرات بدعتی اور مشرک و کافر ہیں؟ اور کیا یہ مٹھی بھر جہل مرکب میں گرفتار وہابی تمام مفسرین، محدثین، آئمہ دین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بھی بڑھ کر قرآن و حدیث کو سمجھنے والے اور توحید پرست پیدا ہو گئے ہیں؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

قارئین! اگرچہ ایصالِ ثواب کے متعلق کافی و شافی دلائل پیش کئے جا چکے ہیں۔ تاہم فقیر اتمام حجت کے لئے۔ اعمالِ حسنہ پر مداومت، دن مقرر کرنے، اور کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنے کے جواز میں بالاختصار چند دلائل پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہے تاکہ ان امور کے بارے میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہ جائے۔ وباللہ التوفیق وہو المستعان۔

اعمال حسنہ پر مداومت

واضح رہے کہ بعض فرائض وواجبات مقیّد بہ وقت ہیں اور بعض غیر مؤقت اور عبادات نفلیہ میں شرع کی طرف سے کوئی قید نہیں۔ نفلی عبادت کرنے والا مختار ہے کہ جب چاہے کرے کسی مصلحت کی وجہ سے تعیّن یوم ووقت کرلے اور چاہے تو نہ کرے۔ چاہے کبھی کرے کبھی نہ کرے مگر نفلی عبادت میں حسب فرمانِ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم التزام محبوب وافضل ہے۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ علیہ وسلم اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ قال (الراوی) وکانت عائشۃ اِذا عملت الْعَمَلَ لَزِمَتْہُ (مسلم ص ۲۶۶ ج ۱)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں وہ عمل زیادہ محبوب ہے۔ جس پر ہمیشگی ومداومت کی جائے پھر خواہ (نفلی عمل) تھوڑا سا ہی ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب کسی نفلی کام کو کرتیں تو پھر اسے لازم کر لیتیں۔ یعنی اگر کوئی نیک کام کسی وقت کر لیتیں تو پھر اس کام کو ہمیشہ اسی وقت پابندی کے ساتھ کیا کرتی تھیں۔

بحمدہٖ تعالےٰ۔ اسی حدیث سے وہابیہ کا یہ اعتراض باطل ہو گیا کہ سُنّی مسلمان وقت مقرر کر کے لازمی طور پر تیجہ، ساتواں، چالیسواں اور عرس وغیرہ کرتے ہیں۔ لہٰذا جائز نہیں۔ ثابت ہُوا کہ وہابیہ کا نفلی امور پر مداومت کو ناجائز وحرام کہنا بجائے خود ناجائز وحرام اور انکارِ حدیث کو مستلزم ہے۔

دن مقرر کرنا

کسی مسجد میں جانے کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی مسجد قباء کل سبت ماشیا وراکبا وکان عبد اللہ بن عمر یفعلہ (بخاری ج اول ص ۱۵۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سنیچر کے

دن پیدل یا سوار ہو کر مسجد قباء میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر بھی (حضور کی سنت پر عمل کرنے کی خاطر) اسی طرح کرتے تھے۔ یعنی وہ بھی ہر سنیچر کو پیدل یا سوار ہو کر مسجد قبا میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی نیک کام کے لئے دن مقرر کر لینا سنت ہے۔

زیارت قبور کیلئے دن اور وقت مقرر کرنا سنت ہے:- عن عائشۃ انھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلما کان لیلتھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخرج من آخر اللیل الی البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ما توعدون غدا موجلون وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اللھم اغفر لاھل بقیع الغرقد۔ (مسلم ص۳۱۳ ج اول) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ہر باری کی شب رات کے آخری حصہ میں گھر سے نکلتے قبرستان بقیع میں تشریف لے جاتے اور فرماتے السلام علیکم دار قوم مومنین۔ الخ۔

وعظ کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے:- عن شقیق بن وائل قال کان عبد اللہ یذکرنا کل یوم خمیس۔ (مسلم ص۲۷۷ ج۲) حضرت شقیق بن وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ہمیں ہر جمعرات کو وعظ سنایا کرتے تھے۔

دعوت طعام کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے:- عن سھل بن سعد ان کنا نفرح بیوم الجمعۃ کانت لنا عجوز تاخذ اصول السلق فتجعلہ فی قدر لھا فتجعل فیہ حبات من شعیر اذا صلینا زرناھا فقربتہ الینا وکنا نفرح بیوم الجمعۃ من اجل ذالک وما کنا نتغدی ولا نقیل الا بعد الجمعۃ واللہ ما فیہ شحم ولا ودک۔ (بخاری ص۸۱۳ ج۲)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہمیں اس وجہ سے جمعہ کے دن کی زیادہ

خوشی ہوتی۔ کہ جمعہ کے دن ایک بڑھیا ہمارے لئے چقندر کی جڑیں لے کر ہنڈیا میں ڈال پکاتی نماز جمعہ پڑھ کر ہم اس کے پاس جاتے تو وہ پکا ہوا کھانا ہمارے پاس لے آتی اور ہم بڑے مزے کے ساتھ کھاتے۔ اس وجہ سے ہمیں جمعہ کا دن آنے سے بڑی خوشی ہوتی۔ اس دن نہ ہم صبح کا ناشتہ کرتے نہ دوپہر کو قیلولہ کرتے۔ بلکہ نماز جمعہ کے بعد (اس بڑھیا سے دعوت کھا کر قیلولہ کرتے) قسم بخدا۔ اس طعام میں نہ چربی ہوتی اور نہ چکنائی " اس کے باوجود بڑا دل پسند اور لذیذ ہوتا تھا۔

نفلی روزہ کیلئے دن مقرر کرنا سنت ہے

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھنے میں کیا حکمت ہے؟ قَالَ فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ الْقُرْآنُ۔ (ابو داؤد کتاب الصیام)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا " سوموار کے دن میری ولادت ہوئی اور جمعہ کی رات میں مجھ پر قرآن مجید نازل کیا گیا ہے " اس حدیث سے جواز تعیین یوم کے علاوہ یہ بھی واضح ہو گیا کہ فضیلت و شرف والے واقعات کے سبب دنوں کو بھی شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

احادیث مندرجہ بالا سے بالوضاحت ثابت ہوا کہ نفلی امور کے لئے دن اور وقت مقرر کرنا سنت ہے۔ وہابی مولوی یہ اعتراض بھی کیا کرتے ہیں کہ سُنّی مسلمان ایصالِ ثواب کیلئے دن مقرر کر کے ہمسایوں، دوستوں اور رشتہ داروں کو اہتمام کے ساتھ بلاتے ہیں۔ یہ اہتمام و تداعی کہیں ثابت نہیں۔ اس لئے یہ بدعت و ناجائز ہے۔ تو فقیر اس کے متعلق عرض کرتا ہے کہ وہابیہ کو کار خیر میں رکاوٹ ڈالنے کیلئے خواہ مخواہ کے بہانے تراشنے کے علاوہ اور کچھ سجھائی نہیں دیتا۔

میں کہتا ہوں کہ دن مقرر کر کے مسلمانوں کا مل جل کر تلاوتِ قرآن اور ذکر الٰہی کرنا اور اموات کو ایصال ثواب کرنا اور اپنے لئے اور میت کے لئے بخشش کی دعا مانگنا یہ تمام امور ہیں۔ جن کی اصل شرع سے ثابت ہے۔ ان امور کی ممانعت کہیں وارد نہیں۔ اگر وہابیہ میں کچھ بھی صداقت و شرافت ہے تو قرآن و حدیث میں سے ممانعت پر کوئی دلیل پیش کریں۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ خوارج الاصل وہابی قیامت تک ... واضح دلیل پیش نہیں کر سکیں گے پھر جب قرآن و حدیث میں ان امور کی کوئی مخالفت نہیں تو کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ منع کرے اور شرک و بدعت کے فتوے بھی لگاتا پھرے۔ اگر آپ ذرا سا غور و تامل کریں تو آپ پہ واضح ہو جائے گا کہ وہ

ایصالِ ثواب کیلئے اجتماع و تعیّنِ یوم میں بہت سی مصلحتیں ہیں

مثلاً دن مقرر کر کے صدقہ وخیرات کرنے سے غربا ومساکین اور اعزاواقارب اور احباب آسانی سے اکٹھے ہوجاتے ہیں۔ باہمی میل ملاپ اور صحبت سے ایک دوسرے کو دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ مل جل کر ختم قرآن مجید میں آسانی ہوتی ہے۔ مجلس میں جس قدر زیادہ تعداد میں مسلمان جمع ہوتے ہیں اسی قدر تسبیح وتہلیل کی کثرت ہوتی ہے۔ اور درود شریف زیادہ تعداد میں پڑھا جاتا ہے۔ صدقہ خیرات کرنے والے کو طعام یا شیرینی تقسیم کرنے اور کھلانے میں سہولت ہوتی ہے۔ سب مل کر تلاوتِ قرآن، تسبیح وتہلیل اور درود شریف کا ثواب میت کو بخشتے اور دعائے مغفرت کرتے ہیں مجلس میں زیادہ مسلمان جمع ہوجائیں تو اس میں متقی، پرہیزگار اور ایسے نیک بندے بھی آجاتے ہیں جو مقبول بارگاہ اور مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ نیز حسب فرمانِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس ذکر میں ملائکہ سیاحین بھی شامل ہوجاتے ہیں۔ اور جب ایصالِ ثواب ومغفرت وبلندئ درجات کے لئے دعا مانگی جاتی ہے اور یہ سب آمین کہتے ہیں تو قبولیتِ دعا کی بھی زیادہ امید ہوجاتی ہے۔ اور ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ اس حدیث پر بھی بوجہ احسن عمل ہوجاتا ہے اور مجلس میں شریک ہونے والے اس شرف سے مشرف ہوجاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ قال اللہ تعالےٰ۔ وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ (مشکوٰۃ کتاب الآداب باب الحب فی اللہ فصل اول) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ واجب ہوگئی میری محبت ان لوگوں کے لئے جو صرف میرے ہی لئے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ میرے ہی لئے باہم مل کر بیٹھتے ہیں۔ میرے ہی لئے ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہیں اور میرے ہی لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔" پھر ان تمام باتوں کے علاوہ دن مقرر کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ نکوو اہتمام کے ساتھ وہ نیک کام ہو کر رہتا ہے۔ اور اگر دن مقرر نہ ہو تو غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے آج کل کرتے لبسا اوقات وہ کام رہ ہی جاتا ہے۔ اور مسلمان مذکورہ شرف، فضیلت اور ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔ تاہم واضح رہے کہ دن مقرر کرنے کو فرض یا واجب نہیں سمجھا جاتا اور نہ یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ اس مقررہ دن کے علاوہ کسی دوسرے دن کرنے سے ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ اعتقاد یہی ہوتا ہے کہ جس دن اور جس وقت بھی فی سبیل اللہ صدقہ وخیرات ہو قبولیت کی امید ہے۔ لیکن جب احادیث

سے دن مقرر کر کے کسی مخصوص مسجد میں جانا اور زیارت قبور کے لئے دن مقرر کرنا و نیز مجالس وعظ کے لئے دعوتِ طعام کے لئے نفلی روزہ کے لئے اور دیگر نفلی عبادات کے لئے دن مقرر کرنا ثابت ہے تو خوارج الاصل وہابیہ کو کیا حق ہے کہ وہ دن مقرر کرنے پر اعتراض کریں اور شرک کفر و بدعت کا فتویٰ لگائیں؟

اب رہی یہ بات کہ وہابی کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنے کو ناجائز بدعت و حرام کہتے ہیں۔ تو فقیر ان کے متعلق عرض کرتا ہے کہ کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور دعا مانگنا حرام و ناجائز یا بدعت کیونکر ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس کی اصل شرع سے ثابت ہے۔

۱۔ عن ابی ھریرۃ قال لما کان یوم غزوۃ تبوک اصاب الناس مجاعۃ فقال عمر یا رسول اللہ ادعھم بفضل ازوادھم ثم ادع اللہ لھم علیھا بالبرکۃ فقال نعم فدعا بنطع فبسط ثم دعا بفضل ازوادھم فجعل الرجل یجئ بکف ذرۃ ویجئ الآخر بکف تمر ویجئ الآخر بکسرۃ حتی اجتمع علی النطع شئ یسیر فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبرکۃ ثم قال خذوا فی اوعیتکم فاخذوا فی اوعیتھم حتی ماترکوا فی العسکر وعاءً الا ملأوہ قال فاکلوا حتی شبعوا وفضلت فضلۃ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے دن مجاہدین کو بھوک لگی اور کھانے کا کچھ سامان نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ان سے بچی کھچی کھانے کی چیزیں منگا کر ان پر ان کے لئے اللہ تعالےٰ سے برکت کی دعا مانگیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ ہاں۔ اور آپ نے چمڑے کا دسترخوان منگایا۔ اسے بچھا دیا گیا۔ پھر آپ نے فرمایا بچی کھچی چیزیں لاؤ۔ کوئی مٹھی بھر جوار لایا اور کوئی مٹھی بھر کھجور اور کسی نے روٹی کا ٹکڑا لا کر ڈال دیا۔ یہاں تک کہ تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں۔ پھر ان کھانے کی چیزوں پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا۔ کھانے سے اپنے اپنے برتن بھر لو۔ تمام مجاہدین نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور لشکر میں کوئی برتن خالی نہ رہا۔ سب کھا کر شکم سیر ہو گئے اور پھر بھی بہت سا کھانا بچ رہا۔" اشعۃ اللمعات میں ہے کہ اس دن لشکر میں ایک لاکھ مجاہدین تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے شکم سیر فرمایا۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانی رسول اللہ لا یلقی

اللہ بہا عبدٌ شاکٌ فیحجبُ عن الجنۃ (مشکوٰۃ باب فی المعجزات فصل اوّل اور بخاری ص ۲۳۸ ج ۱)

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ مختلف قسم کی کھانے کی چیزیں سامنے رکھ کر دعا مانگنا سنت ہے

(۲) عن انس قال لما تزوج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم زینب اھدت لہٗ ام سلیم حیسا فی تورٍ من حجارۃ فقال انس فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذھب فادعُ لی من لقیت من المسلمین فدعوت لہٗ من لقیت فجعلوا یدخلون علیہ فیاکلون ویخرجون ووضع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہٗ علی الطعام فدعا فیہ وقال فیہ ما شاء اللہ ان یقول ولم ادع احدًا لقیتہٗ الا دعوتہٗ فاکلوا حتی شبعوا وخرجوا۔ الحدیث (مسلم ص ۴۶۲ ج ۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا سے شادی فرمائی تو ام سلیم رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ایک پتھر کے پیالے میں میٹھا دلیہ ڈال کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے حکم فرمایا۔ جاؤ تجھے جو مسلمان ملے اسے میرے پاس دعوت کھانے کے لئے بھیجتے جاؤ۔ پس مجھے جو بھی مسلمان ملتا گیا میں اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ التسلیم کی خدمت میں بھیجتا گیا۔ لوگ آپ کی خدمت میں آتے اور (وہ میٹھا دلیہ) کھا کھا کر جانے لگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ہاتھ طعام پر رکھا اور اس میں (برکت کے لئے) دعا فرمائی اور جو کچھ اللہ نے چاہا حضور نے کہا۔ اور مجھے جو بھی ملا میں نے اس کو دعوت دیئے بغیر نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ سب مسلمانوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور چلے گئے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دعوت کے لئے مسلمانوں کو بلانا۔ طعام پر پڑھنا اور طعام سامنے رکھ کر دعا مانگنا سنت ہے۔

(۳) عن انس بن مالک یقول ابو طلحۃ لام سلیم لقد سمعت صوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعیفا اعرف فیہ الجوع فھل عندک من شیءٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پست آواز میں کلام فرماتے دیکھ

کر اندازہ لگایا کہ آپ کو بھوک لگی ہے۔ آیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ ام سلیم نے کہا۔ ہاں ہے اور جو کی روٹی کے چند ٹکڑے اپنی اوڑھنی میں لپیٹ کر مجھے دیکر کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ حضرت انس فرماتے ہیں۔ میں وہ روٹی کے ٹکڑے لے کر روانہ ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجاہدین صحابہ کے ہمراہ (غزوہ خندق کے موقعہ پر بنائی گئی) مسجد میں بیٹھے ہیں۔ میں حضور کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا۔ آیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے۔؟ میں نے عرض کی۔ جی ہاں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے تمام ساتھیوں کو فرمایا۔ اٹھو۔ چلو۔ میں ان کے آگے چلتا ہوا حضرت ابوطلحہ کے پاس پہنچا اور انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو لے کر تشریف لا رہے ہیں۔ اس پر ابوطلحہ نے کہا۔ اے ام سلیم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کو لے کر آرہے ہیں اور ہمارے پاس انہیں کھلانے کو کچھ بھی نہیں ہے؟ فقالت اللہ و رسولہ اعلم۔ حضرت ام سلیم نے جواب دیا۔ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ (یعنی اس لشکر کو کچھ کھلانے کی ہمیں کیا فکر ہے۔ اللہ جانے اور اللہ کا رسول جانے حضور جو لشکر لئے آرہے ہیں وہی ان کو کھلائیں گے بھی۔ ہمیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے کہ حضور ہماری حالت سے باخبر ہیں۔) حضرت ابوطلحہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استقبال کو آگے بڑھے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں آگئے تو فرمایا۔ اے ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہو لاؤ۔ ام سلیم نے وہی جو کی روٹی کے چند ٹکڑے پیش خدمت کئے۔ حضور نے فرمایا۔ ان کی چوری بناؤ۔ ام سلیم نے اس میں گھی کا کپا نچوڑا اور ملیدہ بنایا۔ تو حضور نے اس طعام پر جو اللہ نے چاہا۔ پڑھا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ ثم دعا فیہ بالبرکۃ۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طعام میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور حکم فرمایا۔ دس آدمیوں سے کہو کہ وہ آکر کھائیں۔ وہ کھا کر فارغ ہوئے تو فرمایا دوسرے دس آدمیوں سے کہو آکر کھائیں۔ اسی طرح دس دس آدمی آتے گئے اور کھاتے گئے۔ یہاں تک کہ تمام شکم سیر ہوگئے۔ یہ کھانا کھانے والے ستّر یا اسّی آدمی تھے (بخاری ص ۵۰۵ ج اول)

اس حدیث سے دوسرے کئی عظیم الشان امور کے علاوہ یہ بھی واضح ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر اس پر کچھ پڑھنا اور دعا مانگنا سنت ہے۔

(۴) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یحطھما حتی یمسح بھما وجھہ

(ترمذی ص۱۷۶ ج ۲) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے بغیر نیچے نہ گراتے ۔"

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا (دعا مانگتے وقت) ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو منہ کی جانب کر کے اللہ تعالےٰ سے سوال کیا کرو ۔ اُلٹے ہاتھ کر کے دعا نہ مانگا کرو ۔ اور جب دعا مانگ چکو تو ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو اپنے منہ پر پھیر لیا کرو ۔" (ابو داؤد)

(۶) کھانا کھانے سے پہلے دعا مانگنے کا حکم ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَطْعَمَہُ اللّٰہُ طَعَامًا فلیقل اللّٰھم بارک لنا فیہ وزدنا منہُ ۔ الحدیث (ترمذی ص۱۸۳ ج ۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالےٰ طعام کھلائے اسے یہ کہنا چاہیے ۔ اے اللہ ہمارے لئے اس میں برکت ڈال اور ہمیں اس کھانے سے بہتر کھانا کھلا ۔ اور جسے اللہ تعالےٰ دودھ پلائے اسے کہنا چاہیئے ۔ یا اللہ ہمارے لئے اس میں برکت ڈال اور ہمیں اور زیادہ دودھ پلا ۔

(۷) کھانا کھا چکنے کے بعد دعا ۔ عن ابی امامۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفعت المائدۃُ بین یدیہ یقول الحمد للّٰہِ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ غیر مودع ۔ (ترمذی ص۱۸۳ ج ۲)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں (طعام سے فارغ ہونے پر) جب آپ کے سامنے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ فرماتے ۔ الحمد للّٰہِ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ غیر مُوَدَّع ۔

احادیث سے ثابت ہوا کہ کھانے پینے کی چیزوں کو سامنے رکھ کر پڑھنا ، دعا مانگنا ۔ دعا کے لئے ہاتھوں کو اٹھانا اور دعا مانگ کر ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا سنّت ہے ۔ کھانا کھانے سے پہلے بھی دعا مانگنے کا حکم ہے ۔ اور کھانے سے فارغ ہو کر دعا مانگنا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے ۔ آپ کی اتباع میں پروانگانِ شمع رسالت صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک بزرگانِ دین اور مسلمانانِ امّت اس پر بالتواتر عامل ہیں ۔

لیکن خوارج الاصل نجدی وہابی اس قدر جری و بے باک ہیں کہ ان امور پہ بدعت، شرک

اور کفر کے فتوے لگانے سے نہیں شرماتے ۔ نعوذ باللہ من ھفوات الوہابیہ ۔

(۹) گیارہویں دینا

اہلِ اسلام کو گیارہویں دینے کی بنا پر شرک وکفر ٹھہرانا اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینا وہابیہ کا انتہائی ظلم اور ان کے خارجی ہونے کا ناقابلِ تردید ثبوت ہے ۔ گیارہویں کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمانانِ اہل سنت وجماعت فی سبیل اللہ طعام وشیرینی وغیرہ تیار کرکے قرآن مجید و درود شریف پڑھ کر کھانا کھلاتے اور تلاوتِ قرآن اور درود پڑھنے اور کھانا کھلانے کا ثواب حضور سیدنا محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمتہ کے حضور ہدیۃً" نذر کرتے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ یہ عمل کسی طور پر شرک و کفر میں داخل نہیں ۔ گذشتہ اوراق میں ان تمام امور کا مکمل ثبوت قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین کے ارشادات وعمل سے واضح کیا جا چکا ہے ۔

صحیح بات یہ ہے کہ اپنے خُبثِ باطن کے سبب وہابیہ کو گیارہویں کے نام سے چڑ ہے ۔ یہ لوگ اپنی روایتی کج فہمی یا مسلمانوں کو بہکانے کی خاطر کہا کرتے ہیں ۔ کہ ہم ایصالِ ثواب کے تو قائل ہیں لیکن گیارہویں کو اس وجہ سے حرام اور شرک کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں کہیں نہیں ملتا ۔ نادان وہابی ۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں لفظ گیارہویں دکھلانے کا مطالبہ کرتے ہیں بصورت مروجہ وہیئت کذائیہ ایصالِ ثواب کا ثبوت مانگتے ہیں ۔

یہ لوگ اتنا نہیں سمجھتے کہ "گیارھویں" ٹھیٹ اردو زبان کا لفظ اور محض ایک عرفی نام ہے ۔ جو حضور غوث اعظم کی نیاز کے لئے مشہور ومعروف ہے ۔ حضرت امام یافعی علیہ الرحمتہ "قرۃ المناظرہ وخلاصۃ المخافرہ ۔ ص۱۱ میں فرماتے ہیں ۔

"دیگر یازدہم حضرت غوث الثقلین بود ارشاد شد کہ اصل یازدہم ہمیں بود کہ حضرت غوث صمدانی بتاریخ یازدہم ربیع الآخر فاتحہ جہلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کردہ بودند ۔ آں نیاز آنچناں مقبول ومطبوع افتادکہ ہمراہ بتاریخ یازدہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمودند و دیگر اتباع حضرت غوث پاک بتقلید ے یازدہم میکردند ۔ آخر رفتہ رفتہ یازدہم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد ۔ الحال مردم فاتحہ حضرت شاں در یازدہم مے کنند

وتاریخ وصال حضرت محبوب سبحانی ہفدہم ربیع الثانی بود۔"

حضرت غوث الثقلین کی گیارہویں کا ذکر تھا۔ ارشاد ہوا کہ گیارہویں کی اصل یہی تھی کہ حضرت غوثِ صمدانی نے ماہ ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاتحہ چہلم کی تھی۔ یہ نیاز اس طرح مقبول و مطبوع ہو گئی کہ حضرت نے ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ کے لئے مقرر فرما دیا۔ حضرت غوث پاک کے متبعین بھی آپ کی پیروی میں گیارہویں کیا کرتے تھے رفتہ رفتہ حضرت محبوب سبحانی کی گیارہویں مشہور ہو گئی۔ موجودہ وقت میں لوگ حضور غوثِ اعظم کی فاتحہ گیارہویں تاریخ کو کرتے ہیں۔ اور حضرت محبوب سبحانی کے وصال کی تاریخ سترہ ربیع الثانی تھی۔"

امید ہے کہ غیر متعصب روشن دماغ قارئین، گیارہویں کی وجہ تسمیہ اور اس کی حقیقت بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔ پس وہابیہ کا یہ لفظ "گیارہویں" قرآن وحدیث میں تلاش کرنا ان کی سراسر نادانی اور بیہودگی نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر وہابیہ سے پوچھا جائے کہ تم اپنی جماعتوں کے نام۔ جماعتِ اہلحدیث، غربائے اہلحدیث، جماعتِ اسلامی، دیوبندی، ندوی۔ جمعیۃ العلماء ہند، جماعتِ احرار اور جمعیۃ علمائے اسلام وغیرہ اور مدرسوں کے نام، دار العلوم دیوبند، خیر المدارس، مدرسہ اشرفیہ، قاسم العلوم، جامعہ اہلحدیث وغیرہ وغیرہ اور اپنے اخبارات و رسائل کے نام۔ صحیفۂ اہلحدیث، ترجمان القرآن، تنظیم اہلحدیث، الاعتصام، الاتقاء، المنیر، چراغ راہ وغیرہ اور اپنے جلسوں اور کانفرنسوں کے نام۔ اہلحدیث کانفرنس، سیرت کانفرنس، اجتماع جماعت اسلامی وغیرہ قرآن وحدیث میں دکھا سکتے ہو۔؟ تمہارے پاس امور مذکورہ کا بصورتِ مروجہ وہیئت کذائیہ قرآن وحدیث سے کونسا ثبوت موجود ہے؟ اگر ہے تو پیش کرو۔ اور اگر نہیں اور ہرگز نہیں ہے تو پھر تمہیں لفظ "گیارہویں" پر اس قدر تمسخر مستیاں کرنے کا کیا حق۔؟ آخر اس نام پر اتنی اچھل کود کیوں ہے۔؟

جب کہ گیارہویں حضور غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ کی فاتحہ و نیاز کا ایک عُرفی نام ہے کہ صدقہ خیرات تلاوتِ قرآن مجید تسبیح و تہلیل اور درود شریف پڑھنے کا ثواب آنجناب کی نذر کیا جاتا ہے۔ اور قرآن وحدیث کی رُو سے فی سبیل اللہ کھانا کھلانا، پانی پلانا، شربت یا دودھ پلانا اور صدقہ خیرات کرنا۔ اللہ تعالے کی عبادت ہے۔ نیز قرآن کی تلاوت، تسبیح و تہلیل اور درود پڑھنا بھی اللہ تعالے کی عبادت

ہے۔ یہ عبادتیں الگ الگ کی جائیں یا اکٹھی کرلی جائیں۔ بہر صورت موجب فلاح وخیر و برکت اور باعثِ اجر و ثواب ہیں۔

تعجب ہے کہ ان کودڑھ مغز وہابیہ کو ان عبادات الٰہی میں شرک وکفر یا بدعت کی کونسی چیز دکھائی دیتی ہے۔ اگر یہ اس بات پر خفا ہیں کہ ان کو تیجہ، ساتواں، چالیسواں اور گیارہویں کے الفاظ قرآن وحدیث میں نہیں ملتے تو انہیں اپنی عقل وفہم اور دیانت وشرافت کا ماتم کرنا چاہیئے۔ بھلا یہ اردو زبان کے محاورے اور عرفی نام انہیں قرآن وحدیث میں کیوں کر مل سکتے ہیں۔ جب کہ کلام اللہ عربی زبان میں نازل ہوا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان عربی ہے۔ دیکھنا تو یہ چاہیئے کہ ان عرفی ناموں کے تحت اعمال کی اصلیت ونوعیت کیا ہے؟ آیا یہ اعمال فی نفسہ اچھے ہیں یا برے۔ اور تعلیمات قرآن وحدیث کے مطابق وموافق ہیں یا متضاد ومخالف۔ مگر افسوس کہ تمام وہابی۔ خواہ وہ غیر مقلد ہوں یا دیوبندی، مودودیے ہوں یا ندوی یا چکڑالوی، اصلیت وحقیقت پر نظر کئے بغیر اندھا دھند فتوےٰ بازی میں مصروف ہیں۔

دیوبندیوں کے نام نہاد قطب صاحب مولوی احمد علی لاہوری۔ رسالہ اصلِ حنفیت میں بہ عنوان "اسلام پنجاب کے ضروری ارکان" ایک نقشہ بنا کر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، تیجہ، چالیسواں اور گیارہویں کو بدعت سیئہ میں شمار کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو رسالہ۔ اصلی حنفیت" ص ۹-۱۰۔

دیوبندی وہابیہ کے مفتی اعظم رشید احمد گنگوہی فتویٰ صادر کرتے ہیں۔

"فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہیئے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص۱۳۶)

"تیجہ، دسواں وغیرہ سب بدعتِ ضلالہ ہیں۔ کہیں ان کی اصل نہیں"۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص۱۳۷)

"انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے"۔ (فتاوےٰ رشیدیہ کامل ص۱۳۶)

قارئین کرام غور فرمائیں کہ اگر وہابیہ کے یہ فتاویٰ صحیح سمجھ لئے جائیں تو تمام مفسرین، محدثین، اولیاء اللہ اور علمائے امت خاک بدہن وہابیہ بدعتی اور مشرک ٹھہرتے ہیں۔ اگرچہ گزشتہ صفحات میں، تیجہ، ساتواں چالیسواں اور گیارہویں شریف کے جواز میں مفصل دلائل پیش خدمت کر چکا ہوں تاہم اتمام حجت کے لئے دیوبندی وہابیہ کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا مدلل فیصلہ نقل کر دینا مناسب سمجھتا

ہوں تاکہ غیر متعصب دیوبندی بھی اپنے طرزِ عمل پر غور کرسکیں اور قارئین کے لئے مزید اطمینان کا موجب ہے۔
حاجی صاحب موصوف لکھتے ہیں۔

"نفسِ ایصالِ ثواب ارواحِ اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں، جیسا بمصلحت نماز میں سورۂ خاص معین کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے۔ اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔ اور قائل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقتِ قلب ولسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اِس کا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضارِ قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے۔ اس کے ساتھ اگر کچھ کلامِ الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیتِ دعا کی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے۔ ع

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لئے رفع یدین سنت ہے، ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے، اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا۔ بس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی۔" (فیصلہ ہفت مسئلہ ص۶)

حضرت حاجی صاحب موصوف نے فاتحہ مروجہ کی جو حقیقت بیان فرمائی حقیقۃً صحیح ہے۔ اسی پر علمائے کرام، اولیائے عظام اور مسلمانانِ اہلسنت وجماعت عامل ہیں۔ دن مقرر کرنے کے جواز میں حاجی صاحب فرماتے ہیں "رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے۔ اور ضرور ہو رہتا ہے۔ اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں۔ کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے۔ محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے۔ اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں۔ بس اگر یہی مصالح بنائے

تخصیص ہو تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ رہا غلو، اولاً اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اس عمل سے کیوں منع کیا جائے۔ ثانیاً ان کا غلو، اہلِ فہم کے فعل میں مؤثر نہیں ہو سکتا۔ لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ۔"

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص۶)

غیر مقلدین اور دیوبندی وہابی بعض ضد، تعصب اور کج فہمی کی وجہ سے فاتحہ مروجہ کو بدعت، حرام اور کفار کی مشابہت بتا کر منع کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی مفتی رشید احمد گنگوہی فتوے دیتا ہے۔

"فاتحہ مروجہ بھی بدعت ہے معہذا اشابہ بفعل ہنود ہے۔ اور تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص۱۳۱) نیز لکھتا ہے:۔

"تیسرے دن کا مجمع میت کے واسطے اولاً مشابہت ہنود کی کہ ان کے یہاں تیجہ ضروری رسم جاری ہے حرام ہوگا بسبب مشابہت کے۔ الخ۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص۱۳۷) اس خرافات کی تردید کرتے ہوئے حاجی صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

"رہا شبہ تشبہ کا اس میں بحث از بس طویل ہے۔ مختصراً اتنا سمجھ لینا کافی ہے۔ تشبہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ عادات اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جاوے یا اس پر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جائے تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے۔ ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں۔ مسلمانوں میں اس کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم و درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں۔ یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے۔ قصہ تطہیر اہلِ قبا اس میں کافی حجت ہے۔ البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع۔ پس بہ ہیئت مروجہ ایصال ثواب کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی، دسویں، بیسواں، چہلم، ششماہی، سالیانہ وغیرہ اور توشہ عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برات اور دیگر طرق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔" (فیصلہ ہفت مسئلہ ص۸)

وہابیہ کے تمام اعتراضات حاجی صاحب موصوف کے ارشادات کی روشنی میں مردود و باطل ہو گئے۔

نیز حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ مسئلہ عرس و سماع کے تحت فرماتے ہیں:۔

"پس حق یہ ہے کہ زیارتِ مقابر انفراداً و اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصالِ ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعینِ تاریخ بمصلحت بھی سب مل کر بھی جائز ہے۔" نیز فرماتے ہیں:۔

مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں۔ اوّل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی مولود پڑھا جاتا ہے۔ پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔" (فیصلہ ہفت مسئلہ)

دیوبندی وہابیہ کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے ارشادات اتنے واضح ہیں کہ ان کی مزید وضاحت تحصیل حاصل ہے۔ سلیم الطبع طالبِ حق کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

(۱۰) مولود کرنا

سرکارِ دوعالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت مقدسہ کی یاد منانے کی خاطر عشاقِ رسول، اہلسنت وجماعت محفلِ میلاد منعقد کرتے اور فرحت وانبساط کا اظہار کرتے ہیں۔ حسب توفیق طعام پکا کر غرباء و مساکین کو کھلایا جاتا ہے، شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، ختم پڑھا جاتا ہے۔ قرآن خوانی ہوتی ہے۔ ذکر میلاد کے لئے اسٹیج تیار کیا جاتا ہے۔ علمائے کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں ذکرِ ولادت و فضائل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کرتے ہیں، تعظیمی کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے اور دعائے خیر کے بعد مجلس برخواست ہوتی ہے۔ ان امور پر وہابیہ کا سیخ پا ہونا، انعقاد محفل میلاد کو ناجائز وحرام بتانا اور محافل میلاد منعقد کرنے والے مسلمانوں کو مشرک و کافر قرار دینا، وہابیہ کی شقاوت و گمراہی کی بیّن دلیل ہے۔ محفلِ میلاد کے خلاف غیر مقلدین وہابیہ کا فتوےٰ قارئین دیکھ چکے ہیں جو سوال ۲ میں بحوالہ رسالہ نماز ص۴۲ مندرج ہے۔ وہابیہ دیوبندیہ بھی غیر مقلدین کی طرح محفل میلاد کو ناجائز اور حرام قرار دیتے اور غیر مقلدین وہابیہ سے بڑھ چڑھ کر دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ انعقاد مجلس میلاد بدوں قیام بروایات صحیحہ درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں لکھتا ہے "انعقاد مجلسِ مولود ہر حال ناجائز ہے، تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص۲۳۶)

دیوبندیوں کا میر محل مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتا ہے ہ۔

"یہ سمجھ ہے کہ روح پاک علیہ السلام کی عالم ارواح سے عالمِ شہادت میں تشریف لائے اس کی تعظیم

کو قیام ہے۔ تو یہ بھی محض حماقت ہے۔ کیونکہ اس وجہ میں قیام کرنا وقتِ وقوعِ ولادتِ شریفہ کے ہونا چاہیئے۔ اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے؟ پس ہر روز اعادۂ ولادت کا مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں، یا مثل روافض کے کہ نقلِ شہادتِ اہل بیت ہر سال مناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا۔ اور خود یہ حرکت قبیحہ قابلِ لوم وحرام وفسق ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں۔ ان کے یہاں کوئی قید نہیں۔ جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔ اور اس امر کی شرع میں کوئی نظیر نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھہرا کر حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے۔ بلکہ یہ شرع میں حرام ہے۔ اس وجہ سے یہ قیام حرام ہوا اور موجبِ تشابہ کفار وفساق کا ٹھہرا۔ یا یہ وجہ ہے کہ مبتدعین کے زعم فاسد میں روح پُرفتوح اس مجلسِ پُر شر اور معاصی اور غیر مشروعات اور مجمع فساق وفجار ومحضر بدعات وشرور میں تشریف لاتی ہے۔ معاذ اللہ۔ تو اگر یہ عقیدہ ہے کہ آپ عالمِ غیب ہیں تو یہ عقیدہ خود شرک ہے۔ قرآن میں ہے۔ وعندہٗ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الّا ھو۔ الآیہ۔ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوٓء الآیہ۔ پس بایں عقیدہ قیام کرنا خود شرک ہو گیا اور جو عالمِ غیب نہیں کہتے مگر دوسری دلیل وحجت تشریف آوری کی ہے تو خوب سمجھ لیں کہ بابِ عقائد میں نص قطعی واجب ہے۔ احاد وظنیات سے عقیدہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ضعاف وموضوعات سے۔ تو بابِ تشریف آوری میں کونسی روایت قطعی ہے جس پر یہ عقیدہ محض اتباع ہوا وکید شیطان ہے ایسی صورت میں یہ قیام بایں زعم گناہ کبیرہ ہو جاوے گا۔ الحاصل یہ قیام صورت اُولے میں بدعت ومنکر اور دوسری صورت میں حرام وفسق اور تیسری صورت میں کفر وشرک چوتھی صورت میں اتباع ہوا وکبیرہ ہوتا ہے۔ پس کسی وجہ سے مشروع وجائز نہیں۔ پھر اس کو واجب کہنا صریح مخالفت شارع کی کرکے کافر وفاسق ہونا ہے۔" (البراہین القاطعہ ص ۱۴۸ مطبوعہ کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

دیوبندی وہابیہ کے فتوے سے ان کی بے باکی، گستاخی، بددیانتی، کج فہمی، تعصب اور بدعقیدگی اظہر من الشمس ہے۔ ہر فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ محفل میلاد میں تعظیم وذکر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جلے بھنے بیٹھے ہیں۔ عشاق رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کے بارگاہ رسالت میں بحالت قیام صلوٰۃ والسلام عرض کرنے پر وہابیہ کے قلب وجگر کباب ہیں۔ لاحول ولا

قوۃ الا باللہ۔

فقیر جوازِ محفلِ میلاد اور قیام وصلوٰۃ والسلام میں دلائل پیش کرنے سے پہلے دیوبندیوں کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا فیصلہ نقل کر دیتا ہے۔ مزے کی بات دیکھئے کہ دیوبندیوں کے مذکورہ فتویٰ میں مندرج خرافات واہیہ کی مکمل تردید انہی کے پیر و مرشد کے ارشادات سے ہو جاتی ہے۔

حاجی صاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

"اس میں تو کسی کو کلام نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم، سرور عالم، موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے۔ صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقلیدات میں ہے۔ جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں۔ بقولہٖ علیہ السلام کل بدعۃ ضلالۃ۔ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں۔ لاِطلاقِ دلائل فضیلۃ الذکر۔ اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے۔ کما یظہر من التامل فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد۔ الحدیث۔ پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہٖ مباح جانتا ہے۔ مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور ہیئت مسبب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں۔ مثلاً قیام کو لذاتہٖ عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے۔ اور کسی مصلحت سے اس کی یہ ہیئت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا۔ مثلاً ذکر میلادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے۔ مگر بمصلحت سہولتِ دوام یا کسی مصلحت سے ۱۲ ربیع الاول مقرر کر لی۔ اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے، ہر محل میں جدا مصلحت ہے۔ رسائل موالید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں۔ اگر تفصیلاً کوئی مصلحت اندیشانِ پیشین کا اقتداء ہے تو اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم مدارس و خانقاہات اسی قبیل سے ہیں۔"

حاجی صاحب موصوف اس کے آگے قیام کرنے کی مصلحتیں بیان کر کے منکرین کی تردید کے بعد فرماتے ہیں کہ

"بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا گانا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ

مجالس جہلا میں واقع ہوتا ہے۔ عموماً سب موالید پہ ایک حکم لگا دیتے ہیں۔ یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض واعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں۔ یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں وعورتوں کے کوئی فتنہ ہو جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاویں گی۔؟

ع: بہر کیکے تو کلیمے را مسوز ——— رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں ہاس اعتقاد کو کفر وشرک کہنا حد سے بڑھنا ہے۔ کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً ونقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا۔ یا کئی ایک جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوتے ہیں؟ یہ ضعیف شبہ ہے۔ آپ کے علم وروحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ وکشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جائیں۔ بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے۔ اور اس سے آپ کی نسبت اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذاتِ حق سے ہے۔ کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضا فات کا ہے۔ اور جو بہ اعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں بالسبب ہے۔ مخلوق کے حق میں ممکن بلکہ واقع ہے۔ اور امر ممکن کا اعتقاد شرک کفر کیونکہ ہو سکتا ہے؟" پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:۔ "مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔"

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵-۶ مطبوعہ راشد کمپنی دیوبند)

لیجئے۔ دیوبندی مفتیوں کی ہفوات کی مکمل تردید۔ دیوبندیوں کے پیر ومرشد کے فیصلہ سے ہو گئی۔ اب موجودہ دیوبندیوں کو چاہیئے کہ یا تو وہ اپنے پیر ومرشد کی بات مان کر آئندہ محفل میلاد وقیام کو بدعت وشرک کہنے سے باز آجائیں یا پھر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی پر بھی بدعتی، مشرک اور کافر ہونے کا فتوے لگا کر شائع کر دیں اور اپنی دیانت وصداقت کا ثبوت دیں۔

یا چناں کن یا چنیں۔

جہاں تک مکروہات ومنکرات کا سوال ہے۔ مثلاً موضوع روایات، راگ ومزامیر اور اختلاط مرد وزن وغیرہ ایسے امور کو علمائے اہلسنت وجماعت بھی حرام وممنوع جانتے ہیں۔ مگر وہابی مولوی ان باتوں کو بہانہ بنا کر جب ہر محفل میلاد کو بدعت وشرک اور ممنوع وحرام کہنے سے باز نہیں آتے تو ان کے خبث باطن کا پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ محض ضد وتعصب اور بغض وعداوت کا شکار ہیں۔ یہ لوگ ذکر ودعظیم

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم سے جلتے ہیں اور اس کی وجہ ان کا مرض "وہابیت" ہے۔ ورنہ ساری دنیا کے مسلمان محافلِ میلاد منعقد کرتے ہیں، اور قیام وصلٰوۃ وسلام پر عامل ہیں۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی عاشقانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، عید میلاد بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ میلاد کی محفلیں سجاتے، صلٰوۃ وسلام پڑھتے کھانے اور مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

"مولد شریف تمامی اہلِ حرمین کرتے ہیں، اسی قدر ہمارے لئے حجت کافی ہے، اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔ (امداد المشتاق)

نیز فرماتے ہیں۔ "ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباعِ حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیئے۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالم خلق مقیّد بہ زمان ومکان ہے۔ لیکن عالمِ امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔

(امداد المشتاق مرتبہ مولوی اشرف علی تھانوی صہ ۵۵، ۵۶)

قرآن و حدیث سے محفلِ میلاد کا ثبوت

محفلِ میلاد کی حقیقت یہ ہے کہ نظم ونثر میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادتِ مقدسہ کا بیان ہوتا ہے، دورانِ حمل اور وقتِ ولادت جو معجزات ظہور پذیر ہوئے بیان کئے جاتے ہیں۔ زمانہ شیر خوارگی عہدِ طفولیت اور حضرتِ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ہاں آپ کی پرورش کے حالات کا تذکرہ ہوتا ہے۔ حلیہ مبارک، اخلاق وعادات اور آپ کے فضائل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ سیرتِ طیبہ پر تقریریں ہوتی ہیں اور آپ کی تعلیمات سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت وتشریف آوری کی خوشی منائی جاتی اور مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جلسہ گاہ کو سجایا جاتا ہے۔ علمائے کرام کے لئے اسٹیج بنایا جاتا ہے۔ آپ کے ذکرِ ولادت کی تعظیم میں قیام کرکے صلٰوۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔ کھانا کھلایا جاتا ہے۔

شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ فاتحہ ہوتی ہے۔ حاضرین مجلس اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن وحدیث میں ان امور کی کہیں ممانعت نہیں۔ بلکہ از روئے قرآن وحدیث یہ تمام امور کارِ خیر میں داخل اور مستحب ہیں۔ اور رحمتِ خداوندی کے نزول کا سبب ہیں۔ اہلِ ایمان محبت مولود شریف کی محفلیں مستحب جان کر منعقد کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ مسلمانانِ اہلسنت وجماعت محفلِ میلاد کو فرض یا واجب قرار نہیں دیتے۔ اور نہ ہی قیام کے وقت یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت ہو رہی ہے۔ یہ بعض وہابیہ کے دماغ کی اُپج ہے کہ انہوں نے مسلمانوں پہ بے بنیاد الزام گھڑ کر "سانگ کنھیا" کی گستاخانہ پھبتی کسی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ بہ جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا مختلف پیرایوں میں ذکر فرمایا اور حضور کے فضائل بیان فرماتا ہے۔

(۱) لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم (سورہ توبہ ع ۱۶) بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے ہیں۔ مسلمانوں پر بہت کرم والے مہربان ہیں۔

(۲) قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین ۔ الآیہ (سورہ مائدہ ع ۳)
بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب۔

(۳) لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا ۔ الآیہ (سورہ آلِ عمران ع ۱۷)
بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

(۴) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق ۔ الآیہ (سورہ الفتح ع ۴)
اللہ تعالیٰ وہ قدرت والا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔

(۵) انا ارسلنٰک شاھدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا ۔ (پ ۲۶ س الفتح ع ۱)

بے شک ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر سناتا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

(۶) انا ارسلنک بالحق بشیرا و نذیرا۔ الآیہ (پ بقرہ ع ۱۴)

بیشک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری اور ڈر سنانے والا۔

(۷) یا ایھا الناس قد جاء کم برھان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینا (پ نساء ع ۲۴)

اے لوگو۔ بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آئی اور ہم نے تمہارے پاس روشن نور اتارا۔

(۸) وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین (سورہ انبیاء ع ۷)

اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر۔

ان آیات مبارکہ اور قرآن مجید کی بہت سی دوسری آیات میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا بیان ہے۔

قرآن مجید سے محفل میلاد منعقد کرنے کا ثبوت

(۱) اللہ تعالےٰ کا ارشاد۔ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم۔ تم پر اللہ تعالےٰ نے جو نعمت فرمائی ہے اس کا ذکر کرتے رہو۔" اور حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تعالےٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے محفل میلاد میں اسی سب سے بڑی نعمت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا محفلِ میلاد منعقد کرنا اس فرمانِ الٰہی پر عمل کرنا ہے۔

(۲) قرآن حکیم میں دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ واما بنعمۃ ربک فحدث ۔ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔ اور قرآن مجید سے ثابت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر احسان جتایا ہے۔ پس مسلمانانِ اہلسنت بکثرت محافلِ میلاد منعقد کر کے اللہ تعالےٰ کی اس سب سے بڑی نعمت کا خوب چرچا کرتے ہیں حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں۔

(۳) اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذالک فلیفرحوا۔ (پ ۱۱ ع ۱۱)

تم فرماؤ۔ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت، اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں۔ اور حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا فضل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت حضرت محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں مسلمانانِ اہلسنت ارشادِ الٰہی کے مطابق آپ کی ولادت مبارکہ اور تشریف آوری پر مسرت کا اظہار کرتے شان و شوکت کے ساتھ میلاد کی محفلیں منعقد کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔

حقیقتاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ لولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطان الا قلیلا (پ۵ ع ۸) اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔

اس کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے۔ وفی الحقیقۃ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضل اللہ ورحمتہ۔ یدل علیہ قولہ تعالیٰ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا۔ الیٰ قولہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ وقولہ تعالیٰ۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین۔ فلولا وجود النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبعثتہ لبقوا فی تیہ الضلالۃ تائھین کما قال ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ یعنی قبل بعثتہ وکانوا قد تبعوا الشیطان الی شفا حفرۃ من النار وکان علیہ السلام ورحمتہ علیھم فانقذھم منھا کما قال اللہ تعالیٰ وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا۔ (روح البیان ص۲۴۶ ج اول)

درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں۔ اس پر یہ فرمانِ الٰہی دلالت کرتا ہے کہ فرمایا۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم۔ الیٰ قولہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ یہی فضل ہے اللہ کا جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ ونیز یہ فرمانِ الٰہی دلالت کرتا ہے کہ فرمایا۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر جہان کے لئے رحمت بنا کر۔ پس اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود نہ ہوتا اور آپ کی بعثت نہ ہوتی تو لوگ گمراہی کے میدان میں بھٹکتے پھرتے۔ جیسے کہ فرمایا ہمارا محبوب انہیں پاک فرماتا ہے۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور یقیناً آپ کی تشریف آوری سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ شیطان

کی پیروی میں جہنم کے کنارے تک پہنچ چکے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ان پر اللہ کا فضل اور رحمت بن کر تشریف لے آئے۔ اور انہیں جہنم میں گرنے سے بچالیا۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ تم لوگ جہنم کے کنارے پر تھے۔ پس تمہیں اس میں گرنے سے بچالیا۔"

جب قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہی حقیقتاً اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں تو آپ کی ولادت مبارکہ۔ آپ کی تشریف آوری کی خوشیاں منانا بھی قرآن سے ثابت ہوا کہ فرمایا۔ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی رحمت پہ ہی خوشیاں منانا چاہیئے۔ اور قاعدہ ہے کہ اذا ثبت الشیء ثبت بلوازمہ۔ جب کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اس کے لوازمات بھی ثابت ہوتے ہیں۔ پس اس قاعدہ کے تحت۔ محفلِ میلاد منعقد کرنا، فرش بچھانا، سٹیج تیار کرنا، روشنی کرنا۔ قیام وصلوٰۃ وسلام۔ طعام کھلانا، شیرینی تقسیم کرنا۔ وغیرہم لوازمات کا بھی اثبات ہو گیا۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حدیث شریف سے محفلِ میلاد کا ثبوت

احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنی مجلسوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بکثرت کرتے رہتے تھے۔ آپ کے فضائل میں رطب اللسان رہتے۔ آپ کی ولادت مقدسہ کے وقت ظہور پذیر ہونے والے معجزات و عجائب کا بیان کرتے۔ آپ کے حلیہ مبارک کے تذکرے ہوتے۔ آپ کے اخلاق و اوصافِ حمیدہ معلوم کرنے اور سننے کے لئے ایک دوسرے کے پاس چل کر جاتے اور فرمائش کرتے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نعت سناؤ۔

(۱) حضرت امام ترمذی علیہ الرحمتہ نے شمائل میں روایت کیا کہ حضرتِ امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے ہند بن ابی ہالہ سے سوال کیا۔ وکان وصافا عن حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ھند بن ابی ھالہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ کے وصاف (بہت وصف بیان کرنیوالے) تھے وانا اشتھی ان یصف لی شیئا

تعلق ہے۔ اور میں یہ چاہتا تھا کہ وہ مجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کا کچھ وصف سنائیں اور میں اس سے دل لگاؤں۔

(۲) حضرت امام بیہقی علیہ الرحمتہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو اسحاق ذابعی نے ایک صحابیہ خاتون سے فرمائش کی کہ بیان کریں کہ کیسے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ قالت کالقمر لیلۃ القمر لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس صحابیہ خاتون نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودھویں چاندنی رات کے کامل چاند کی طرح تھے۔ میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپکی مثل کوئی نہ دیکھا۔"

(۳) دارمی اور دوسرے محدثین روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسماۃ ربیع (صحابیہ) رضی اللہ عنہ سے فرمائش کی کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصف سنائیے۔ وہ بولی۔ لو رأیتہ لقلت الشمس طلعۃ۔ میں حضور کو دیکھتی تو کہتی کہ سورج نکل آیا ہے۔

(۴) عن عطاء بن لیسار قال لقیت عبد اللہ بن عمرو ابن العاص قلت اخبرنی عن صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ۔ قال اجل واللہ انہ لموصوف فی التوراۃ ببعض صفتہ فی القرآن یا ایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدا ومبشرا ونذیرا حرزا للامیین انت عبدی ورسولی۔ الحدیث۔ رواہ البخاری وکذا رواہ الدارمی عن عطاء ابن سلام ونحوہ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین۔ فصل اول) حضرت عطاء بن لیسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات کی اور عرض کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو صفت توراۃ میں مذکور ہے اس کی خبر دیجئے۔ فرمایا۔ ہاں (میں بیان کرتا ہوں) اللہ کی قسم، قرآن میں آپ کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں ان میں سے بعض اوصاف توراۃ میں بھی مذکور ہیں۔ جن میں سے بعض اوصاف یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"اے گرامی پیغمبر ما فرستادیم ترا شاہد احوال امت۔ ہم نے آپ کو امت کے احوال پر حاضر و ناظر بنا کر بھیجا ہے اور اطاعت کیشوں کو ثواب کی خوشخبری دینے والا اور نافرمانوں کو عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور ہم نے آپ کو امیین کے لئے پناہ بنا کر بھیجا ہے۔ تمام سے محمد بندہ خاص

منی کہ در حقیقت در بندگی خاص ہیچکس با تو شریک نیست۔ اے محمد تو میرا بندۂ خاص ہے کہ در حقیقت بندگیٔ خاص میں کوئی بھی تیرا شریک نہیں ہے تُو میرا رسول ہے۔ الحدیث (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۷)

(۵) عن قتادۃ عن انس کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضخم الکفین والقدمین لم ارَ بعدہٗ شبیھًا لہٗ (بخاری ج ۲ ص ۸۷۶) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور پیر مبارک بھاری یعنی گوشت سے بھرے تھے۔ مَیں نے آپ کے بعد آپ کے مشابہ کسی کو نہ دیکھا۔

(۶) عن انس۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضخم الرأس والقدمین لم ارَ قبلہٗ ولا بعدہٗ مثلہٗ وکان بسط الکفین (بخاری ج ۲ ص ۸۷۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر مبارک بھاری اور دونوں قدم شریف بھاری تھے اور آپ ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔ مَیں نے آپ سے قبل اور آپ کے بعد آپ کی مثل کسی کو نہ دیکھا۔

(۷) عن ابی ھریرۃ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضخم القدمین حسن الوجہ لم ارَ بعدہٗ مثلہٗ (بخاری ج ۲ ص ۸۷۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاؤں بھاری اور آپ کا چہرۂ انور نہایت حسین تھا۔ مَیں نے آپ کے بعد آپ کے مثل کسی کو نہ دیکھا۔

(۸) ترمذی شریف میں حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مستقل باب قائم فرما کر احادیث نقل فرمائی ہیں۔ عنوان ہے:۔ باب ما جاء فی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فضائل بیان فرمائے

عن العباس رضی اللہ عنہ انّہٗ جاء اِلی النّبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانہٗ سمعَ شیئاً فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال مَنْ اَنا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔ ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم۔ الحدیث (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں

کانوں کا طعن سنا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منبر پہ قیام فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ میں کون ہوں۔ ہم حاضرین نے عرض کی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا۔ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ بیشک اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور ساری مخلوق سے بہتر مخلوق میں مجھ کو پیدا فرمایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے میلاد شریف کا بیان فرمایا

(۱۰) عن العرباض عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ وساخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ ورؤیا امی التی رأت حین وضعتنی وقد خرج لھا نور اضاء لھا منہ قصور الشام رواہ فی شرح السنۃ ورواہ احمد عن ابی امامۃ (مشکوٰۃ)

حضرت عرباض رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا۔ میں عنداللہ اس وقت خاتم النبیین مکتوب تھا جب کہ آدم علیہ السلام ہنوز آب و گل میں تھے اور میں تمہیں اپنی ابتدا کی خبر دیتا ہوں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ ماجدہ کی رؤیتہ ہوں۔ وہ رؤیتہ جو اس نے میری ولادت کے وقت دیکھی تحقیق خارج ہوا اس کے لئے نور کہ اس نور کی روشنائی میں اس کے لئے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے۔

صحابہ کرام کے جلسہ میں حضور نے اپنے فضائل بیان فرمائے

(۱۱) عن ابن عباس جلس ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرج حتی اذا دنی منھم سمعھم یتذاکرون قال بعضھم ان اللہ اتخذ ابراھیم خلیلاً وقال آخر موسیٰ کلمہ تکلیما وقال آخر فعیسیٰ کلمۃ اللہ وروحہ وقال آخر آدم اصطفاہ اللہ فخرج علیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال قد سمعت کلامکم وعجبکم ان ابراھیم خلیل اللہ وھو کذالک وموسیٰ نجی اللہ وھو کذالک

وعیسیٰ روحہ وکلمتہ وھو کذالک وآدم اصطفاہ اللہ وھو کذالک الا وانا حبیب اللہ ولافخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم ودونہ ولافخر وانا اوّل شافع واوّل مشفع یوم القیامۃ ولافخر وانا اوّل من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ فیدخلنیھا ومعی فقراء المومنین ولافخر وانا اکرم الاوّلین والآخرین علی اللہ ولافخر ۔ رواہ الترمذی والدارمی (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں۔ اصحاب رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے کچھ لوگ مجلس میں بیٹھے۔ پھر حضور انور تشریف لائے حتیٰ کہ ان لوگوں سے قریب ہو گئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے سُنا۔ (مگر ان پر ظاہر نہ ہوئے) ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا دوست بنایا۔ دوسرے صاحب بولے کہ اللہ نے حضرت موسےٰ سے کلام فرمایا۔ ایک اور صاحب بولے کہ حضرت عیسےٰ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ ایک دوسرے نے کہا کہ حضرت آدم کو اللہ نے برگزیدہ کر لیا۔ تب ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ ہم نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سُنا۔ یقیناً ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں۔ اور موسیٰ، اللہ سے راز کی بات کرنے والے ہیں۔ اور واقعی وہ ایسے ہی ہیں اور "عیسےٰ" اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں اور واقعی وہ ایسے ہی ہیں اور "آدم" کو اللہ نے چُن لیا۔ واقعی وہ ایسے ہیں۔ مگر خیال رکھو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں۔ فخر یہ نہیں کہتا۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی اٹھائے ہوئے ہوں گا۔ جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا ہوں گے۔ اور یہ فخر یہ نہیں کہتا۔ میں پہلا شفاعت کرنیوالا ہوں اور پہلا مقبول الشفاعت قیامت کے دن میں ہوں۔ فخر یہ نہیں کہتا میں پہلا وہ شخص ہوں جو جنت کی زنجیر ہلائے گا۔ تب اللہ کھولے گا۔ پھر اس میں مجھے داخل کرے گا۔ میرے ساتھ فقراء مسلمان ہوں گے فخر یہ نہیں کہتا میں سارے اگلے پچھلوں میں اللہ پر زیادہ عزت والا ہوں۔ فخر یہ نہیں کہتا۔"

ذکرِ ولادت

(۱۲) عن عثمان ابن ابی العاص قال حدثتنی اُمّی انہا شھدت وِلادۃ آمنۃ

اُمّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ ولادتہٖ قالت فما شیئٌ انظر الیہ فی البیت اِلّا نورٌ واِنی لَاَنظرُ الی النجوم تدحو منی اَنی لَاَقولُ لیقعن علیّ

(خصائص کبریٰ ۔ دلائل النبوۃ)

حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ میری والدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جس شب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت مقدسہ ہوئی میں حضور کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کے پاس موجود تھی ۔ فرماتی ہیں کہ گھر میں جس چیز کو دیکھتی نور ہی نور دکھائی دیتا اور میں نے ستاروں کی جانب دیکھا تو وہ میرے قریب ہوتے اور جھکتے محسوس ہوئے حتیٰ کہ میں کہتی کہ مجھ پر گر پڑیں گے ۔" واضح رہے کہ یہ روشن ستارے ملائکہ کے روشن چہرے تھے جو حجرۂ اقدس کو زمین سے آسمان تک گھیرے ہوئے تھے ۔

(۱۲) اَنّ آمنۃ قالت لمّا فصل مِنّی خَرَجَ مَعَہٗ نورٌ اَضاءَ بہٖ ما بین المشرق والمغرب رأیتُ قصور الشام والبصریٰ فیہ (مواہب اللدنیہ۔ خصائص کبریٰ)

حضرت آمنہ نے فرمایا جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بطن سے باہر تشریف لائے تو آپ کے ساتھ ایک عظیم نور نکلا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی ۔ میں نے اس نور کی روشنی میں ملک شام اور بصریٰ کے محلات کو دیکھ لیا ۔"

(۱۳) وقالت فلما خرج من بطنی نظرتُ الیہ فاذا ھو ساجد قد رفع اصبعہٗ وھو یقول بلسان فصیح لا الٰہ الا اللہ وانّی رسول اللہ ۔ (خصائص کبریٰ ۔ شواہد النبوۃ)

حضرت آمنہ نے فرمایا ۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بطن سے باہر تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ فرمائے ہوئے ہیں ۔ اور اپنی انگلی مبارک اٹھائے ہوئے فصیح زبان میں کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اللہ کا رسول ہوں ۔"

قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کرنا حضور کی نعت بیان کرنا حضور کی صفت و ثنا بیان کرنا ، سنتِ اللہ سنتِ رسول ، سنتِ صحابہ و تابعین و تبع تابعین ہے ۔ اسی مقصد کے لئے محفل میلاد منعقد کی جاتی ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کرنا مومن کی جان اور اس کا نصب العین ہے ۔ ج

زباں تا بود در دہاں جائے گیر — ثنائے محمد بود دلپذیر

میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی منانا اور محفلِ میلاد منعقد کرنا موجبِ خیر و برکت اور باعثِ نجات ہے

(۵۱) بخاری شریف جلد دوم کتاب النکاح۔ باب و امہاتکم التی ارضعنکم میں ہے:

فلما مات ابو لہب اریہ بعض اہلہ بشر حیبۃ قال لہ ماذا لقیت قال ابو لہب لم الق بعدکم خیرا انی سقیت فی ہذہ بعتاقتی ثویبۃ

جب ابولہب مرگیا تو اس کو اس کے بعض گھر والوں نے خواب میں برے حال میں دیکھا۔ پوچھا تیرے ساتھ کیا گذری۔؟ ابولہب بولا کہ تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہ ہوا۔ ہاں مجھے اس انگشت سے پانی پینے کو ملتا ہے کیونکہ میں نے ثویبہ (لونڈی) کو آزاد کیا تھا۔

واضح رہے کہ ابولہب حضرت عبد اللہ کا بھائی تھا۔ اس کی لونڈی ثویبہ نے جب ابولہب کو خوشخبری سنائی کہ آج تیرے بھتیجے کی ولادت ہوئی ہے تو ابولہب نے خوش ہو کر ثویبہ کو انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ تو آزاد ہے۔ اگرچہ ابولہب سخت کافر تھا۔ اس کی مذمت میں پوری سورہ تبت یدا ابی لہب وتب۔ نازل ہوئی۔ تاہم محض اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ مقدسہ کی خوشی منائی اور ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خوشی کرنے کی وجہ سے اس پر یہ کرم فرمایا کہ ابولہب دوزخ میں اپنی انگلی چوستا ہے تو اس کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ حالانکہ اس نے مطلق بھتیجے کی ولادت کی خوشی منائی تھی نہ کہ رسول اللہ کی ولادت سمجھ کر۔

حضرت شیخ المحققین عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

و دریں جا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آں سرور سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود و قرآن بمذمت وے نازل شدہ چوں بسرور میلاد آں حضرت و بذل شیر جاریہ وے بجہت آں حضرت جزا دادہ شد تا حال ...

مسلمان کہ مملو است بہ محبت و سرور و بذلِ مال دروے چہ باشد ولیکن باید کہ از بدعت ہا کہ عوام احداث کردہ اند از تغنی و آلات محرمہ و منکرات خالی باشد (مدارج النبوت جلد دوم) اس واقعہ میں مولود کرنے والوں کیلئے بڑی دلیل ہے جو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان پر اللہ تعالیٰ کا کس قدر انعام و اکرام ہوگا جو حضور کی محبت و خوشی سے بھرا ہوا ہے۔ اور مال خرچ کرتا ہے۔ لیکن چاہیئے کہ محفلِ میلاد عوام کی ایجاد کردہ بدعتوں یعنی گانے اور حرام باجوں اور منکرات سے خالی ہو۔"

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ا۔ یستحبُ لنا اظہار الشکر لمولدہٖ علیہ السّلام (تفسیر روح البیان پ۲۶ س فتح زیر آیۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ نیز فرماتے ہیں۔ وقد قال ابن الحجر الهیثمی انّ البدعۃ الحسنۃ متفق علی نُدُبھا وعمل المولد واجتماع النّاس لہ کذالک بدعۃ حسنۃٌ۔ قال السخاوی لم یفعلہ احدٌ من القرون الثلاثۃ وانّما احدث بعد لا زال اھل الاسلام من سائر الاقطار والمُدُن الکبار یعملون المولد ویتصدّقون بِاَنواع الصدقات ویستنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظھر من برکاتہ علیھم کل فضل عظیم۔ قال ابن الجوزیّ من خواصہ انّہ اَمانٌ فی ذالک العام وبشریٰ عاجلۃ بنیل النعمۃ والمرام واوّل من احدثہ من الملوک صاحب اَربُل وصنّف لہ ابن دحیۃ کتابا فی المولد فاَجازہ بالف دینار وقد استخرج لہ الحافظ ابن حجر اصلاً من السنۃ وکذا الحافظ السیوطی ورَدّ علی انکارھا فی قولہ اَنّ عمل المولد بدعۃ مذمومۃ۔"

امام ابن حجر محدث ہیثمی نے فرمایا کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور میلاد شریف کرنا اور اس میں لوگوں کا جمع ہونا بھی اسی طرح بدعۃ حسنہ ہے۔ حضرت امام سخاوی نے فرمایا (مروجہ صورت میں) میلاد شریف قرونِ ثلاثہ میں کسی نے نہ کیا بعد میں ایجاد ہوا پھر ہر طرف اور ہر شہر کے مسلمان ہمیشہ مولود شریف کرتے رہے اور کرتے ہیں اور طرح طرح کے صدقات و خیرات کرتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد پڑھنے کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ اور محفلِ میلاد کی برکتوں سے ان پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہوتا ہے۔ حضرت امام جوزی

فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کی تاثیر یہ ہے کہ سال بھر اس کی برکت سے امن رہتا ہے اور اس میں مرادیں پوری ہونے کی بشارت عاجلہ ہے۔ جس بادشاہ نے اس کو (مروجہ صورت میں) پہلے ایجاد کیا وہ شاہ اربل ہے۔ ابن وحیہ نے اس کے لئے میلاد کی ایک کتاب لکھی جس پر بادشاہ نے اس کو ہزار اشرفیاں نذر کیں۔ اور حافظ الحدیث امام ابن حجر اور حافظ الحدیث امام سیوطی نے محفل میلاد کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور محفل میلاد کو بدعت سیئہ کہہ کر منع کرنے والوں کی تردید فرمائی ہے۔ رحمۃ اللہ تعالے علیہم اجمعین۔

حضرت امام قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :- ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذالک العام وبشریٰ عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شھر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض۔ (مواہب صـ۲۷ ج اول) محفل میلاد منعقد کرنے کے خواص میں سے یہ امر تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اس سے سال بھر کے لئے اللہ تعالے کی پناہ مل جاتی ہے اور میلاد کرنے میں نعمتیں حاصل ہونے اور مرادیں پوری ہونے کی بشارت عاجلہ ہے۔ پس اللہ تعالے اس شخص پر رحمت فرمائے جو ماہ ربیع الاول کی راتوں کو مجالس میلاد منعقد کرتا اور خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کر کے عیدیں مناتا ہے۔ تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض (انکار وگستاخی) ہے ان کی بیماری شدت کا موجب ہو۔"

اعلیحضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں۔

خاک ہو جائیں عدو جل کر رضا ہم تو ذکر ان کا سناتے جائیں گے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مشاہدہ :- وہابیہ کے معتمد علیہ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں

"کنت قبل ذالک بمکۃ المعظمۃ فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادتہ والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویذکرون ارھاصاتہ التی ظہرت فی ولادتہ ومشاھدہ قبل بعثتہ فرأیت انوارا سطعت دفعۃ واحدۃ لا اقول انی ادرکتھا ببصر الجسد ولا اقول ادرکتھا ببصر الروح فقط واللہ اعلم کیف کان الامر بین ھذا وذالک فتأملت تلک الانوار فوجدتھا من قبل الملائکۃ المؤکلین بأمثال ھذہ المشاھد وبامثال ھذہ المجالس ورأیت یخالط انوار الملائکۃ انوار الرحمۃ۔" (فیوض الحرمین مترجم مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند صـ۲۷)

میں اس سے پہلے مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ولادت کے دن مجلس میلاد
النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم میں موجود تھا۔ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھ رہے تھے
اور آپ کی ولادت کے وقت اور آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے جو عجائب وغرائب اور
معجزات وکرامات ظہور پذیر ہوئے ان کا ذکر کر رہے تھے۔ دریں اثناء میں نے یکبارگی انوار کوندتے
دیکھے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں نے ان انوار کو جسمانی آنکھ سے دیکھا اور نہ یہ کہتا ہوں کہ فقط روح کی آنکھ سے
پس میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نوران ملائکہ کا ہے جو اس قسم کی مجلسوں اور مشاہدوں پر مؤکل ومقرر
ہیں۔ نیز میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت میں ملے ہوئے ہیں"

شاہ عبدالرحیم صاحب کا مشاہدہ، شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

"میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم نے بیان کیا کہ میں ہر سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کے
موقعہ پر کھانا تقسیم کیا کرتا تھا۔ ایک سال مجھے نیاز دینے کی وسعت نہ رہی تو میں نے بھنے ہوئے چنے ہی
تقسیم کر دیئے۔ پھر خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ
بعینہ وہی چنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے پاس رکھے ہوئے موجود تھے" (در ثمین ص۸)

ثابت ہوا کہ دنیا بھر کے مسلمان ہر سال محافل میلاد منعقد کرتے ہیں۔ بلند پایہ علماء امّت، مفسّرین،
محدثین اور اولیاء کرام محافل میلاد منعقد کرنے، ان جلسوں میں شامل ہونے اور عید میلاد کی خوشیاں منانے
کو باعث نزول رحمت و دفعیۂ بلا و مصیبت، حلّ مشکلات اور حاجات پوری ہونے کا ذریعہ جانتے ہیں۔
تو کیا بقول وہابیہ یہ سب حضرات بدعتی، گمراہ اور مشرک وکافر ہو گئے ہیں؟ نعوذ باللہ من ذالک۔
اگر وہابی اپنے دعوے میں سچے ہیں تو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی، شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی، شاہ عبدالرحیم اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی بلکہ تمام مفسّرین و محدّثین کے
مشرک وکافر ہونے کا اعلان کریں اور ایسا واضح فتویٰ شائع کریں اور اگر ان میں یہ ہمّت نہیں ہے
تو آئندہ ایسے مردود فتوے صادر کر کے مسلمانوں میں انتشار وافتراق برپا کرنے سے باز رہیں۔ مسلمانوں
کو بھٹکانے اور مغالطہ دینے کی خاطر وہابی دیوبندی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم نفس ذکر ولادت رسول کو کب
منع کرتے ہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ مروجہ صورت میں محفل میلاد کا ثبوت قرون ثلاثہ میں نہیں ملتا۔ اس لئے
ناجائز، بدعت اور حرام ہے

وھابی مولویوں کو کھلا چیلنج

میں ان فریب کاروں سے پوچھتا ہوں کہ آیا تم خود بھی اپنے اس اصول پہ کاربند ہو۔؟

کیا تم لوگ بھی صرف وہی کچھ کرتے ہو جس کا ثبوت بصورت موجودہ و مروّجہ قرونِ ثلاثہ ملتا ہو۔

اگر کہو "ہاں" تو پھر۔

(۱) قرآن مجید کے اُردو، سندھی، فارسی اور دیگر زبانوں میں ترجمے کرنا اور مترجم قرآن شائع کرنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو۔ کہ تم اس پر عامل ہو۔

(۲) حدیث کی کتابیں، صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ مرتب کرنا اور مروّجہ صورت میں شائع کرنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تم انہیں پڑھتے پڑھاتے ہو۔

(۳) اُردو، سندھی، فارسی اور دیگر زبانوں میں حدیث کی کتابوں کے ترجمے مرتب کرنا اور مترجم قرآن شائع کرنا، قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو۔ کہ تم سب یہ کرتے ہوں۔

(۴) قرآن مجید، حدیث شریف کی کتب اور دیگر رسائل و کتب بصورت مروّجہ پریس میں چھاپنا، چھپانا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو۔ کہ اس پر تم عامل ہو۔

(۵) قرآن مجید کے تیس پارے بنانا۔ ان میں رکوع مقرر کرنا ہر حرف پہ اعراب لگانا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو۔

(۶) چھ کلمے مقرر کرنا۔ ان کی ترتیب مقرر کرنا کہ یہ پہلا کلمہ ہے۔ یہ دوسرا، یہ تیسرا، یہ چوتھا۔ یہ پانچواں اور یہ چھٹا ہے اور پھر ان کلموں کے نام مقرر کرنا کہ یہ کلمہ طیب ہے۔ یہ کلمہ شہادت، یہ کلمہ تمجید، یہ کلمہ توحید، یہ کلمہ استغفار اور یہ کلمہ رد کفر ہے۔ اس کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کرو۔

(۷) صفاتِ ایمان بصورت مقررہ، مروّجہ، صفتِ ایمان مجمل اور صفتِ ایمان مفصل کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے دو۔

(۸) نمازوں کے لئے زبان سے نیت کے مروّجہ الفاظ کہنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو۔

(۹) بصورتِ مروّجہ مسجدیں تعمیر کرنا، مسجدوں کے مینار، محراب اور گنبد وغیرہ بنانے کا ثبوت بھی قرونِ ثلاثہ سے پیش کرو۔ کہ بالالتزام تم اس پہ عامل ہو۔

(۱۰) نمازوں کیلئے اوقات مقرر کرنا کہ فلاں نماز کے لئے اتنے بجے اور فلاں نماز کے لئے اتنے بجکر اتنے منٹ جماعت کھڑی ہوگی۔ قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تم سختی کے ساتھ اس پہ عامل ہو۔

(۱۱) بصورت مروّجہ صورت میں مدرسے قائم کرنا، پڑھائی کیلئے اوقات مقرر کرنا، نصابِ تعلیم کا تعین، پڑھائی اور چھٹیوں

کے دن مقرر کرنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تم اس پر عامل ہو۔

(۱۲) مدرسوں کیلئے چندہ مانگنا، امداد کی اپیلیں شائع کرنا۔ قربانی کی کھالیں جمع کرنا۔ ان کے حصول کی خاطر گلی گلی، کوچہ بکوچہ مارے مارے پھرنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تمہارا یہ دستور العمل بن چکا ہے۔

(۱۳) علوم مروجہ صرف و نحو، فلسفہ، علم کلام اور منطق وغیرہ پڑھنے پڑھانے کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے دو کہ تمہارے مدرسوں میں پابندی سے یہ علوم مروج ہیں۔

(۱۴) روزنامے، ہفتہ وار، پندرہ روزہ، ماہانہ اخبارات و رسائل مقررہ تاریخ اوقات میں شائع کرنا۔ اخبارات و رسائل کے نام رکھنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تم اس پر عامل ہو۔

(۱۵) تاریخ اور دن اور وقت مقرر کر کے جلسے منعقد کرنا، بڑے بڑے اسٹیج اور پنڈال بنانا جلسہ گاہ کی رونق بڑھانے کیلئے سینکڑوں ہزاروں بلب لگانا۔ جھنڈیاں لگانا۔ مقررین کو دعوت دیکر فیس مقرر کر کے بلانا۔ عوام کو جلسہ میں شمولیت کیلئے شد و مد کے ساتھ ترغیب دینا۔ لاؤڈ سپیکروں سے اعلان کرتے پھرنا، اشتہارات و پوسٹر شائع کر کے جلسہ کو کامیاب کرنے کی اپیلیں کرنا وغیرہ۔ مذہبی و سیاسی جلسوں و جلوسوں کے لئے اس قدر اہتمام و تداعی کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کرو کہ یہ سب کچھ تمہارا معمول بن چکا ہے۔

(۱۶) غلافِ کعبہ کو نمائش کے لئے بڑے اہتمام کے ساتھ شہر بشہر لئے پھرنا۔ اور نذرانے وصول کرنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تمہارے صالحین علی الاعلان یہ سب کچھ کر چکے ہیں۔

(۱۷) اسلام دشمن کافر لیڈروں کو اپنا راہنما بنانا۔ ان کی جماعت (ہندو کانگریس) میں باضابطہ شامل ہونا۔ ملتِ اسلامیہ کے مفاد کے خلاف ہندو لیڈروں سے تنخواہیں اور امدادی رقوم حاصل کرنا۔ کفار کے مفاد میں شہر بشہر، قریہ بقریہ دورے کر کے تقریریں کرتے پھرنا۔ الیکشن میں کفار کو کامیاب کرنے کی خاطر غلط بیانیاں کر کے مسلمانوں سے ووٹ مانگتے پھرنا۔ قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ یہ سب کچھ تم علی الاعلان کر چکے ہو اور اس پر تاریخ شاہد ہے۔

(۱۸) کافر لیڈروں کے استقبال کیلئے دور دراز سے سفر کر کے پہنچنا، ان کی خوشنودی اور ان کا تقرب حاصل کرنے کی خاطر ان کے گلے میں ہار ڈالنا، "مہاتما گاندھی کی جے"، پکارنا، جواہر لال نہرو زندہ باد، سردار پٹیل زندہ باد، سبھاش چندر بوس زندہ باد وغیرہ نعرے لگانا۔ قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تمہارے بڑے بڑے مولویوں کے یہ کرتوت تاریخ کے صفحات پر ثبت ہو چکے ہیں۔

(۱۹) ملتِ اسلامیہ کو ہندوؤں، سکھوں، پارسیوں، عیسائیوں، بہائیوں اور بھنگیوں میں مدغم کرنے کی

مذموم کوشش میں "متحدہ قومیت" کا پرچار کرنا اور "ملت از وطن است" کا اعلان کرنا۔ قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو۔ کہ تمہارے یہ شرمناک کارنامے تمہاری پیشانیوں پہ کلنک کے ٹیکے بن چکے ہیں۔

(۲۰) کافر۔ بت پرست حکمرانوں کو اپنے مذہبی مدرسہ میں دعوت دیکر بلانا (جیسے کہ مدرسۂ دیوبند کے مولویوں نے صدرِ بھارت ڈاکٹر راجندر پرشاد کو دعوت دے کر اپنے مدرسہ میں بلایا) اس کے اعزاز و اکرام کی خاطر بڑے اہتمام کے ساتھ مدرسے اور جلسہ گاہ کو زیب و زینت سے آراستہ و پیراستہ کرنا۔ اس کے استقبال کے لئے بے قراری کے عالم میں دوڑتے بھاگتے پھرنا۔ اس کی آمد پر اس کی تعظیم کے لئے دست بستہ و گردن شکستہ قیام کرنا۔ اس کے لئے زندہ باد کے نعرے بلند کرنا۔ اس کے لئے خطبہ استقبالیہ پڑھنا۔ اس کی مدح و ثناء میں قصیدہ خوانی کرنا۔ وغیرہ۔ قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو۔

(۲۱) دنیاوی مفادات کی خاطر دشمنِ اسلام "برٹش گورنمنٹ" کو اپنی گورنمنٹ قرار دینا۔ ان کی وفاداری کو عین دین و اسلام قرار دینا۔ مسلمانوں کو حکومت برطانیہ کی وفاداری کی تلقین کرنا۔ انگریزوں کے خلاف لڑنے کو از روئے اسلام ناجائز و حرام قرار دینا۔ قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو۔ کہ تمہارے یہ شاہکار کارنامے تمہاری کتابوں میں مندرج ہیں۔

(۲۲) دشمنِ اسلام انگریزوں کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد کو "غدر و بغاوت" اور انگریزوں کی حمایت میں لڑتے ہوئے مر جانے کو "شہادت" قرار دینے کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کرو۔ کہ تمہارے مولویوں کی یہ مذموم حرکتیں، تمہاری کتابوں سے بھی ثابت ہیں۔

(۲۳) اسلام کی سربلندی کے لئے اسلامی مملکت (پاکستان) قائم کرنے کی جدوجہد کرنے والے مسلمانوں کے خلاف "محاذ" بنا لینا۔ ان کی راہ میں روڑے اٹکانا۔ مسلمانوں کو بت پرست ہندوؤں کا دائمی غلام بنا دینے کی سر توڑ کوشش کرنا۔ گاندھی اور دیگر ہندو لیڈروں کو محافظ اسلام، اور قائد اعظم کو کافرِ اعظم قرار دینے کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کرو۔ کہ تمہارے پیشواؤں کے یہ کرتوت بھی تاریخ میں ثبت ہو چکے ہیں۔

(۲۴) مرتد کافر لیڈروں کی تصویر کی صدارت میں منعقدہ جلسہ میں شرکت کرنا۔ اس کی تصویر کو سلامی

دنیا۔ اس کی مدح و ستائش کرنا۔ قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ تمہارے مولوی مُردہ سبھاش چندر بوس کی تصویر کی صدارت میں یہ سب کچھ کر چکے ہیں۔ (ثبوت کے لئے فقیر کی تالیف "تاریخ وہابیہ" کا مطالعہ کیجئے۔)

(۲۵) اس عقیدہ کا قرونِ ثلاثہ سے ثبوت دو کہ "نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور میں اپنی ہمت کو لگا دینا بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے" جیسے کہ تمہارے پیشوا اسماعیل دہلوی نے کتاب "صراطِ مستقیم" میں لکھا ہے۔

(۲۶) اس عقیدے کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کرو کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" نیز اس کا بھی کہ "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" نیز اس کا بھی کہ "رسول کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں" نیز اس کا بھی کہ "شیطان اور ملک الموت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے" نیز اس کا بھی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں مل جانے والا ہوں" (نعوذ باللہ من ذالک الهفوات) یہ باتیں وہابیہ کے پیشواؤں۔ اسماعیل دہلوی اور خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتابوں۔ تقویۃ الایمان اور براہین قاطعہ میں لکھی ہیں اور ان کتابوں پر وہابیہ کا ایمان ہے۔

(۲۷) یہ عقیدہ کہ اللہ تعالےٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ قرونِ ثلاثہ سے ثابت کرو کہ یہ تمہارے مولویوں نے بڑے اصرار کے ساتھ اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

تمام وہابی مولویوں کو کھلا چیلنج ہے کہ وہ مندرجہ بالا امور کا ثبوت قرونِ ثلاثہ سے پیش کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دیں۔ اگرچہ اور بھی صدہا ایسے امور پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جو قرونِ ثلاثہ سے ہرگز ثابت نہیں۔ لیکن وہابیہ ان پر عامل ہیں تو بتایا جائے کہ یہ تمام امور ان کے لئے کیونکر جائز و روا ہو گئے؟

آخر فاتحہ و میلاد نے ہی ایسا کونسا گناہ کیا ہے کہ وہابیہ ان کی مذمت کرتے ہیں۔ اور بدعت سیئہ ناجائز اور حرام کہتے نہیں تھکتے۔ اور فاتحہ و میلاد کرنے والے مسلمانانِ اہلسنت کو بدعتی، فاسق، مشرک اور کافر قرار دے کر ملتِ اسلامیہ میں فتنہ انگیزی اور انتشار و بدامنی پھیلانے کی شرمناک حرکتوں سے باز نہیں آتے۔؟

وہابی مولویوں کی سینہ زوری

وہابیوں کی منطق بھی بڑی عجیب ہے کہ یہ خود چاہے قرآن و حدیث کے صریحاً خلاف چلیں، ناجائز اعمال کے مرتکب ہوں، تمام امت کے مخالف عقائد رکھیں۔ خود کو بہر حال صحیح اور راہِ راست پر اور اپنے سوا تمام مسلمانوں کو گمراہ سمجھتے ہیں۔ بات بات پر ان کی رگِ نجدیت پھڑک اٹھتی ہے۔ مسلمانانِ اہلسنت سے بغض و عناد کی وجہ سے جائز و مباح اور مستحسن امور پر بھی۔ بدعت سیئہ، اور شرک و کفر کے فتوے لگانے سے باز نہیں رہتے۔ مثلاً محفل میلاد کو بدعت سیئہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے دیوبندی وہابیوں کا پیشوا مفتی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے۔ "یہ محفل چونکہ زمانہ فخر عالم علیہ السلام اور زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین اور زمانہ تابعین اور زمانہ مجتہدین میں نہیں ہوئی۔ اس کا ایجاد بعد چھ سو سال کے ایک بادشاہ نے کیا اس کو اہلِ تاریخ فاسق لکھتے ہیں۔ لہٰذا یہ مجلس بدعتِ ضلالہ ہے۔" (فتاوٰی رشیدیہ کامل صـ ۱۳۲، ۱۳۳)

نیز لکھتا ہے "عدمِ جواز کے واسطے یہ دلیل بس ہے کہ کسی نے قرونِ خیر میں اس کو نہیں کیا۔" (کتاب مذکورہ) اور یہی مفتی فاتحہ کے متعلق لکھتا ہے۔ "فاتحہ مروجہ شرعاً درست نہیں ہے بلکہ بدعت سیئہ ہے۔" (فتاوٰی رشیدیہ کامل صـ ۱۲۱) اور سبب یہ بتایا ہے کہ "ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آں در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نہ شدہ۔" (فتاوٰی رشیدیہ کامل صـ ۱۱۵)

دیوبندی مفتی کی طرح دوسرے وہابی غیر مقلدین، ندوی، اور مودودیئے وغیرہ بھی اسی طرح کے بعض اعتراضات کے تحت فاتحہ، گیارہویں اور میلاد النبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کی محفلوں کو بدعت سیئہ اور ناجائز و حرام ٹھہراتے ہیں۔ ان کا سب سے بڑا اور بنیادی اعتراض یہی ہے کہ چونکہ یہ کام بہیئت مروجہ قرونِ ثلاثہ میں نہیں ہوا اس لئے حرام ہے۔ مگر جب یہی لوگ اپنے مفادات کے تحت خود ایسے کام کرتے ہیں جو بہیئت مروجہ قرونِ ثلاثہ میں نہ تھے تو اپنے اس خانہ ساز اصول کو فراموش کر بیٹھتے ہیں اور قسم قسم کے حیلے بہانے تراشنے لگتے ہیں۔ مثال کے طور پر اسی دیوبندی مفتی کو ہی دیکھ لیجئے کہ کس ڈھٹائی

سے کہتا ہے کہ محفلِ میلاد اور فاتحہ مروجہ اس لئے جائز نہیں کہ بہیئتِ مروجہ قرونِ ثلاثہ میں نہ تھی اور بطورِ قاعدہ کلیہ اعلان کرتا ہے کہ یہ عدم جواز کے واسطے یہ دلیل بس ہے کہ کسی نے قرونِ خیر میں اس کو نہیں کیا۔"

لیکن اس کے برعکس آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ یہی وہابی مفتی ذرا سے دنیاوی مفاد کی خاطر اپنی موم کی ناک کیونکر موڑ دیتا ہے۔ مدرسہ دیوبند میں یہ دستور تھا کہ جب کسی کو کوئی مشکل یا مصیبت درپیش ہوتی تو مبلغ پندرہ روپے اس مدرسہ میں دیتا اس کے معاوضہ میں دیوبندی مولوی اور طلباء مل کر بخاری شریف کا ختم پڑھ کر اس کے لئے دعا مانگتے۔

اور چونکہ یہی دیوبندی مولوی ختم قرآنِ مجید کو بدعتِ سیئہ اور حرام قرار دیتے تھے اور وجہ یہ بتلاتے تھے کہ ختم قرآنِ مجید قرونِ ثلاثہ سے ثابت نہیں۔ تو کسی نے سوال کیا "کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں۔"؟

تو اس کے جواب میں دیوبندیوں کا یہی مفتی فتویٰ صادر کرتا ہے کہ:۔

"قرونِ ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکرِ خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے۔ بدعت نہیں۔" (فتاوی رشیدیہ کامل صفحہ ۱۰۲)

اب اسے وہابیہ کی سینہ زوری نہیں تو اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ قرآنِ مجید جو مرتب کتاب کی صورت میں قرونِ ثلاثہ میں موجود تھا۔ اور باوجود اس کے کہ کھانا سامنے رکھ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (جو قرآن کی آیت ہے) پڑھنا اور دعا مانگنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد و عمل سے ثابت ہے۔ ختم قرآن، بدعتِ سیئہ ناجائز اور حرام اور موجبِ عذاب ہے۔ لیکن بخاری شریف جو قرونِ ثلاثہ میں موجود ہی نہیں تھی اس کا ختم جائز اور موجب دفعیہ مصائب ہے۔!

مطلب یہ ہوا کہ ختم قرآن چونکہ مسلمانانِ اہلسنت کرتے ہیں اس لئے بدعتِ سیئہ اور حرام ہے اور ختم بخاری شریف چونکہ دیوبندی وہابی کرتے ہیں لہٰذا جائز ہے۔ ورنہ ختم بخاری اگر ذکرِ خیر ہے تو ختم قرآنِ مجید ذکرِ خیر کیوں نہیں۔؟ حالانکہ کھانا سامنے رکھ کر تلاوتِ قرآن کی اصل شرع سے بالوضاحت ثابت ہے۔ اگر وہابی مولوی فاتحہ مروجہ اور محفلِ میلاد کو اس وجہ سے بدعتِ سیئہ اور حرام بتاتے ہیں کہ بہیئتِ مروجہ فاتحہ و میلاد قرونِ ثلاثہ میں نہیں تھا تو ان پر لازم ہے کہ ختم بخاری بہیئتِ مروجہ

قرونِ ثلاثہ ہی سے ثابت کرکے اس کے جائز ہونے کا ثبوت پیش کریں۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ٥ وان لم تفعلوا ولن تفعلو

فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین ٥

علمائے اہلسنت سے مباحثہ کے دوران وہابی مولویوں کو جب کوئی راہ فرار دکھائی نہیں دیتی تو پہلو بچانے کی خاطر کہہ دیا کرتے ہیں کہ۔

"ہم نفس ذکرِ رسول کو کب منع کرتے ہیں۔ ہم تو اہتمام وتداعی، گانے بجانے اور اختلاطِ مردوزن کی وجہ سے محفلِ میلاد کو ناجائز وحرام کہتے ہیں"

مگر وہابیہ کا یہ اعتراض بھی ایک عذر لنگ سے زیادہ کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ عموماً میلاد کی محفلوں میں گانا بجانا اور اختلاطِ مردوزن ہرگز نہیں ہوتا اور اگر کہیں جہلاء کے ہاں ایسا ہوتا بھی ہو تو علمائے اہلسنت اسے کب جائز کہتے ہیں۔؟

مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ممنوعہ امور کو رد کرنے کے بجائے ہر محفل میلاد کو بدعت سیئہ اور ناجائز وحرام قرار دیدیا جائے۔ رہا اہتمام وتداعی کا اعتراض۔ تو اس سے خود وہابی مولوی بھی محفوظ نہیں۔ غور کا مقام ہے کہ وہابیہ کے نزدیک اگر انتظامات ولوازمات محفل میلاد واقعی ناجائز وحرام ہیں تو یہ خود جو جلسے اور کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں۔ ان میں فرش بچھاتے، شامیانے لگاتے، سجاوٹ کے لئے جھنڈیاں لگاتے، بجلی کے سینکڑوں ہزاروں قمقمے لگاتے بڑے بڑے اسٹیج بناتے، اخبارات ورسائل میں اعلان کراتے، لاؤڈ سپیکر سے ڈھنڈورا دیتے، قدِ آدم اشتہارات شائع وتقسیم کرکے عوام کو شرکت کی دعوت دیتے اور پُرزور اپیلیں کرتے ہیں کہ جوق در جوق شرکت فرماکر جلسہ کو کامیاب بنائیں۔ نیز اخراجات کے لئے چندہ فراہم کرتے پھرتے ہیں۔ تو یہ سب کچھ وہابیہ کے لئے کیونکر جائز ہو جاتا ہے۔؟

جب اہتمام وتداعی یہ خود بھی کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ بنائے مخالفت یہ امور نہیں بلکہ اصل وجہ اہلسنت سے بغض وعناد اور ذکر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عداوت ہے کہ خواہ مخواہ واہی تباہی اعتراضات کی آڑ میں ذکر حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ لیکن یہ محرومانِ ازلی اتنا نہیں سمجھتے کہ جس کے ذکر کو خود رب العزت بلند فرمائے۔ ورفعنا لک ذکرک کا اعلان فرمائے اس کے ذکر کو کون روک سکتا ہے۔؟ کیا یہ لوگ اللہ تعالےٰ سے مقابلہ

کرکے جیت جانا چاہتے ہیں

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے ۔۔۔ یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر ۔۔۔ بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے ۔۔۔ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

حرف آخر

بحمدہ تعالیٰ رسالہ میں مندرج سوالات کے مدلل جوابات مکمل ہو چکے اور فرقہ وہابیہ کی تردید بطریق احسن بایہ تکمیل تک پہنچی اور حقیقت واضح ہو چکی کہ جن دس امور کی بنا پر وہابیہ نے بجائے اعتقادات فرزندان توحید عاشقان رسول مقبول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم مسلمانانِ اہلسنت وجماعت کو مشرک وکافر ٹھہرانے کی مذموم کوشش کی ہے ان امور کی بنا پر شرک وکفر ہرگز عائد نہیں ہوتا۔

یہ محض ان کی ضد وتعصب، کج فہمی اور ان کے جہلِ مرکب میں گرفتار ہونے کا کرشمہ اور مسلکِ وہابیہ کا طرۂ امتیاز ہے۔ دراصل یہ لوگ اپنے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی قرن الشیطان کی تقلید کرتے ہوئے سبیل المؤمنین سے ہٹ چکے ہیں۔ ذاتِ محمدیہ سے کٹ چکے ہیں۔ ان کے باوجود اپنے سوا کسی کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ اہلِ اسلام کے مخالف دشمن اور کفار کے ساتھی وہمنوا رہے ہیں۔ اور ان کا یہی طرز عمل بحسبِ فرمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے خارجی ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ فرمایا۔ یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان۔ الحدیث (بخاری مسلم مشکوٰۃ) یہ لوگ اہلِ اسلام کے قاتل (دشمن) ہوں گے اور بت پرستوں سے کچھ تعرّض نہ کریں گے۔

قارئین۔ ان کی مسلم دشمنی اور ملتِ اسلامیہ کے خلاف ان کے سیاہ کارناموں کی تفصیل

اور ان کی مکمل تاریخ معلوم کرنے کے لئے فقیر کی کتاب "مکمل تاریخ وہابیہ" کا ضرور مطالعہ کریں
اس کتاب میں ناقابل تردید تاریخی حوالوں سے ان کے چہروں سے نقاب کشائی کی گئی ہے۔
نیز تعلیماتِ قرآن وحدیث میں وہابیہ کی تحریف و تلبیس اور دینی مسائل میں ان کی دھاندلیوں اور
مکر وفریب سے آگاہی کے لئے فقیر کی تالیف "تنویر الایمان" حصہ اوّل و دوم کا مطالعہ بید
ضروری ہے کہ اس کے مطالعہ سے آپ علمی رنگ میں وہابیہ کے عجیب وغریب ہتھکنڈوں سے
واقفیت حاصل کرسکتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

خاکپائے اولیاء۔ خادم اہلسنت۔ فقیر الی الرحمان ابو الحسان حکیم محمد رمضان علی قادری غفرلہ
فاضل دار العلوم جامعہ رضویہ لائلپور (فیصل آباد)
خطیب جامع مسجد غوثیہ سنجھورو ضلع سانگھڑ۔ سندھ
مورخہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۶۸ء

عظیم الشان درسِ حدیث
ہر جمعرات بعد نماز عشاء و ذکر شریف
مدرّس: علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
بمقام: [illegible] گارڈن کراچی
تمام احباب اسلام شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں
المشتہر
دار الکتب حنفیہ کھارادر کراچی
[illegible] حنفیہ [illegible] کھارادر کراچی [illegible] پوسٹ بکس نمبر ۲۳۴۶

فہرست مضامین تنویر البرہان

عنوان	صفحہ
ٹائٹل	۱
تعارف	۲
موضوعِ کتاب	۳
انتساب وغ	۴
آغازِ کتاب - سوالنامہ	۵
الجواب	۶
ترکِ نماز	۹
خلافِ سنت، رسمی، رواجی نماز پڑھنا	۱۲
مذہبی نماز پڑھنا	۱۴
نمازِ چاشت	۱۹
کعبۃ اللہ کے سوا بغداد وغیرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا	۲۲
قبروں، مزاروں، خانقاہوں پر سجدہ کرنا	۲۷
سجدہ تعظیمی بھی لغیر اللہ کے شرک و کفر نہ ہونے کے دلائل	۲۷
غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا	۳۱

عنوان	صفحہ
وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللہ کا صحیح مطلب	۳۵
چڑھاوے کھانا	۳۷
توسل و نذر نیاز کے متعلق مختصراً چند دلائل	۳۹
تیجہ، ساتواں، چالیسواں کرنا	۴۱
شاہ ولی اللہ کا تیجہ بڑے اہتمام کے ساتھ ہوا	۵۰
اعمالِ حسنہ پہ مداومت	۵۲
دن مقرر کرنا	۵۴
ایصالِ ثواب کیلئے اجتماع و تعیینِ یوم میں بہت سی مصلحتیں ہیں	۵۶
گیارہویں دینا	۶۱
مولود کرنا	۶۶
قرآن و حدیث سے محفلِ میلاد کا ثبوت	۷۰
قرآن مجید سے محفل میلاد منعقد کرنے کا ثبوت	۷۲

حقیقتاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہیں	۷۳
حدیث شریف سے محفل میلاد کا ثبوت	۷۴
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فضائل بیان فرمائے	۷۶
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے میلاد شریف کا بیان فرمایا۔	۷۷
صحابہ کرام کے جلسہ میں حضور نے اپنے فضائل بیان فرمائے۔	۷۷
ذکرِ ولادت	۷۸
میلاد النبی کی خوشی منانا اور محفلِ میلاد منعقد کرنا موجبِ خیر و برکت اور باعثِ نجات ہے۔	۸۰
شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں	۸۰
امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔	۸۱
امام قسطلانی فرماتے ہیں	۸۲
شاہ ولی اللہ کا مشاہدہ	۸۲
شاہ عبدالرحیم کا مشاہدہ	۸۳
وہابی مولویوں کو کھلا چیلنج	۸۴
وہابی مولویوں کی سینہ زوری	۸۸
حرفِ آخر	۹۱

علمائے اہل سنت وجماعت کی نایاب تصانیفات اور اسلامی
مطبوعات ولٹریچر کا عظیم الشان مرکز
آپکا اپنا دینی ادارہ

دارالکتب حنفیہ

بی آر ۱۴۹ حنفیہ چوک، کھارادر کراچی۔ پی او بکس ۲۰۳۶ کراچی
دینی کتب بارعایت دارالکتب حنفیہ کراچی
سے خرید فرما کر علمی ذوق کو فروغ دیں۔

آپکے تعاون کا متمنی غلام محمد قادری
[illegible] دارالکتب حنفیہ کراچی

معدن اخلاق

حصہ دوم

تصنیف لطیف

مولانا حکیم ابوالحسان محمد رمضان علی قادری

باہتمام سید شاہ تراب الحق قادری

ناشر

دار الکتب حنفیہ کراچی

بی ۔ ای ۔ ایچ حنفیہ چوک کھارادر ۔ کراچی ۲

دار الکتب حنفیہ کی عظیم الشان مطبوعات

قانون شریعت

حقائق تحریک بالاکوٹ

جہنم کے خطرات

تذکرہ سیدنا غوث اعظم

مناقب سیدنا امام اعظم

آیئے حج کریں

عقائد اہلسنت وجماعت

فاتحہ کا طریقہ

بہار شباب

بہار عقیدت

بہشت کی کنجیاں

الکلمتہ العلیاء

مفتی اعظم ہند

ہماری نماز

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

نقش وفا

احکام حج

حدائق بخشش

دار الکتب حنفیہ

بی۔آر۔ ۱۹ حنفیہ چوک، کھارادر، کراچی ۲ پی۔او بکس نمبر ۳۲۷ کراچی